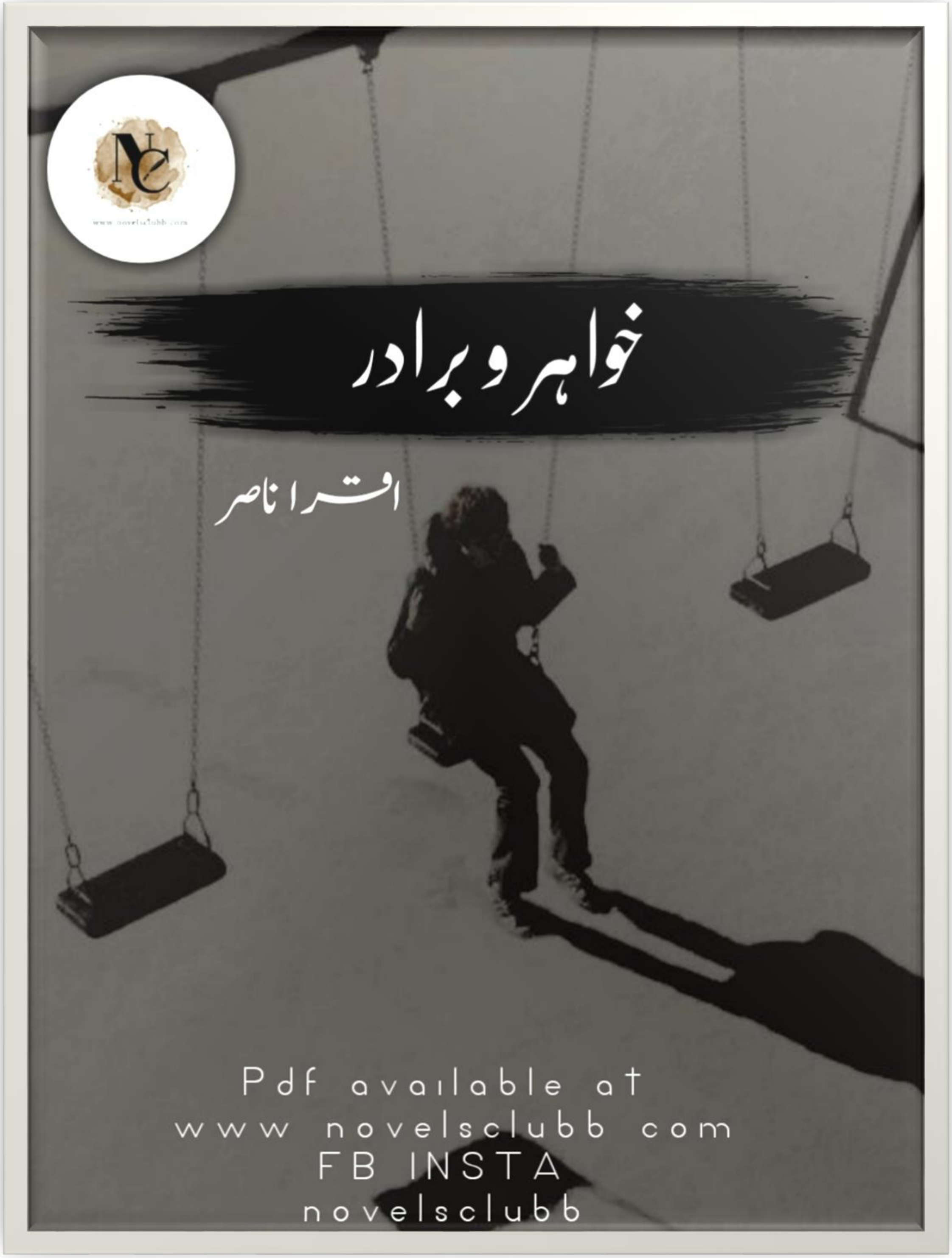
خواہر و برادر
اقرا ناصر
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

خواہر و برادر

از

اقرا ناصر

www.novelsclubb.com

اندھیرے کمرے کے بیڈ پر لیٹی اس وقت وہ ایک لاش معلوم ہوتی تھیں۔ چہرہ بے تاثر تھا مگر آنکھیں، وہ بے تاثر نہیں تھیں۔ ان آنکھوں میں جھانکوں تو یہ تمہیں ایک دوسرے ہی منظر میں کھینچ کر لے جائیں گی۔

(ہر طرف تو جیسے ہریالی کا راج معلوم ہوتا تھا۔ شاید وہ دونوں گراؤنڈ کے بیچ و بیچ بیٹھی تھیں۔ ارد گرد بہت سی سفید وردی میں ملبوس لڑکیاں ٹولیوں کی صورت میں بیٹھی تھیں مگر ان دونوں کی طرف کسی کا بھی دھیان نہیں تھا۔ وہ دونوں کسی بات پر قہقہہ لگا رہی تھیں۔ وجہ انہیں یاد نہیں تھی۔ بات بھی تو کافی پرانی ہے۔ قہقہہ لگانے کے بعد جب وہ دونوں سنبھلی تو سیاہ آنکھوں والی لڑکی بات بدلتے ہوئے بولی۔

"ویسے یار میرا دل چاہتا ہے ہم دونوں کی جب شادیاں ہو تو ہم دونوں کے بچوں کے نام ملتے جلتے سے ہو۔"

"اور اگر ہمارے شوہروں کو اعتراض ہوا تو؟" انہوں نے ابرو اٹھا کر اپنی دوست سے پوچھا۔

"ہونے دو ہمیں کیا؟ میں نے تو بس سوچ لیا ہے اگر میرا کبھی بیٹا ہوا ناں تو میں اس کا نام شایان رکھوں گی۔" اس کا فیصلہ حتمی تھا ایسے جیسے اگر اب آسمان زمین بھی ایک ہو جائے تو بھی وہ فیصلہ تبدیل نہیں کرے گی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ویسے ہماری شادی میں تو ابھی بہت ٹائم ہے۔ سوچو اگر میں یہ بات بھول گئی اور اپنے بیٹے کا نام تمہارے بیٹے سے ملتے جلتے نام پر نہیں رکھا تو؟"

یہ سوال بے وجہ ہی ان کی زبان پر آیا تھا۔ سیاہ آنکھوں والی لڑکی نے پہلے تو کچھ سوچا پھر ایک دم وہ مسکرا کر بولی۔

"اچھا چلو پھر میں دعا کرتی ہوں کہ اگر کبھی تم یہ بات بھول بھی جاؤ تو بھی تم اپنے بیٹے کا نام میرے بیٹے کے نام سے ملتا جلتا ہی رکھو۔ چاہے یہ اتفاقاً ہی کیوں نا ہو۔"

www.novelsclubb.com

"تم بھی کتنی عجیب ہو۔"انہیں اپنی دوست کی ایسی معصوم باتوں پر ہمیشہ پیار سا آتا تھا)

منظر ڈوب گیا تھا۔وقت گزر گیا تھا۔حالات بدل گئے تھے۔اب اگر رہ گئے تھے تو بس انسان اور ان کا ماضی!

"کاش تم یہ بھی دعا مانگ لیتی ہماری دوستی کے درمیان کوئی بھی نہ آتا۔ہم دونوں صدا دوستیں ہی رہتی۔کاش!"

www.novelsclubb.com

وقت اور حالات بہت ظالم ہوتے ہیں۔جس پر گزر جائے تو وہ پہلے جیسے نہیں رہتا اب چاہے وہ لوگ ہو یا چیزیں،رشتے ہو یا جذبات!کچھ بھی پہلے جیسا نہیں چھوٹتا۔

****

وہ ویران سڑک پر تنہا چل رہا تھا۔سٹریٹ پولز نے سڑک کو اندھیر
ہونے سے بچایا ہوا تھا۔اسلام آباد میں رات کے وقت چہل پہل جلد ختم ہو جایا
کرتی تھی۔

گھنگرالے بالوں والا لڑکا تنہا سڑک پر چلے جا رہا تھا۔اس کے قدم بوجھل تھے
لیکن بوجھ بس قدموں میں ہی نہیں بلکہ دل پر بھی تھا جو رفتہ رفتہ بڑھتا جا رہا تھا۔
آریان کی باتوں پر اس وقت اس نے دھیان نہیں دیا تھا مگر اب جب وہ باتوں کو
سوچ رہا تھا تو اسے جانے کیوں وہ سچی لگ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

واقعی میں اس کے پاس تھا ہی کیا جو وہ جائی یانہ کو دے سکتا تھا۔ پیٹ کاٹ کاٹ کر تو وہ اپنا گزارا کر رہا تھا۔

آریان نے جب اس سے ریستوران میں ملاقات کی تھی اسی دن اس نے سوچ لیا تھا کہ دوکان کو وہ بالکل ہی چھوڑ دے گا اور اپنا زیادہ سے زیادہ وقت جائی یانہ کے پاس رہنے میں گزارے گا۔ پیسے کمانے کے لیے اس نے آنلائن کام کا سہارا لیا تھا۔ اس نے اپنی بائیک بیچ کر اس رقم کے کچھ حصے سے سیکنڈ ہینڈ لیپ ٹاپ لے لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

بائیک بکنے والی بات اس نے جائی یانہ سے چھپائی ہوئی تھی۔ ویسے تو جائی یانہ کو بتانے میں بھی کوئی مسئلہ نہیں تھا مگر پھر بھی وہ ہچکچا رہا تھا۔

چلتے چلتے اس نے موبائل پر دیکھا۔ رات کے دس بج رہے تھے۔ ساتھ ساتھ جائی یانہ کی مسڈ کالز کے نوٹیفکیشن بھی آسکرین پر تھے۔ آخری مسڈ کال اسے آدھا گھنٹے پہلے کی گئی تھی۔

زید نے ایک آسودہ سانس بھری۔ آج جائی یانہ کی سالگرہ تھی اور آج کا دن بھی اس نے خراب کر دیا۔ وہ صبح جائی یانہ کے پاس جانا چاہتا تھا مگر بارش کی وجہ سے اس نے اپنا پروگرام شام تک ملتوی کر دیا تھا۔ اسے صبح آریان کی طرف سے میسج بھی ملا تھا۔ وہ کچھ یوں تھا۔

"میں آج اپنے آفس میں ہی ہوں گا۔ تمہیں اس لیے بتا رہا ہوں تا کہ تم با آسانی مجھے ڈھونڈ سکو ساتھ ساتھ اپنی بیوی سے پوچھنا کتاب پڑھ کر اسے کیسا لگا؟ پھول مجھے بہت پسند ہے۔"

یہ میسج خاصا بے ربط تھا۔ اس وقت توزید نے اس میسج کو بے معنی سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا مگر جیسے ہی جائی یانہ کے منہ سے ایک کتاب کا ذکر سنا۔ اس کے ذہن میں فوراً یہ میسج آیا۔ جب بات آگے بڑھی اور جائی یانہ نے کتاب کے ساتھ ساتھ گلدستے کا بھی ذکر کیا تو زید نے جان گیا کہ یہ کس نے بھیجا ہے۔

www.novelsclubb.com

اس کا دل چاہا وہ آریان کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔اس کی ہمت کیسے ہوئی اس کی بیوی کو پھول بھیجنے کی!

حالانکہ وہ جانتا تھا اس سب میں جائی یانہ کا کوئی قصور نہیں ہے لیکن اس نے پھر بھی اس وقت اس سے سخت لہجے میں بات کی تھی جس پر وہ اب پشیمان تھا۔

اس کا ہاتھ بے ساختہ پینٹ کی جیب کے اندر گیا۔اس نے ہاتھ بند مٹھی کی صورت میں باہر نکالا اور پھر ہاتھ کھولا۔

www.novelsclubb.com

ایک آرٹیفیشل انگوٹھی اس کی ہتھیلی میں تھی۔اس نے یہ جائی یانہ کی برتھ ڈے گفٹ کے لیے خریدی تھی۔اس نے سوچا تھا وہ کیک کھانے کے بعد اسے پہنائے گا لیکن اس کی نوبت ہی نہیں آپائی تھی۔

"وہ اگر میرے پاس نہیں رہی تو تمہارے پاس بھی نہیں رہے گی۔عورت ہمیشہ آسائش کے لیے خود کو بیچ ڈالتی ہے"

آریان کی بات اس کی سماعتوں میں گونجی۔اس نے اس انگوٹھی کو اب ایک نئی نظر سے دیکھا۔کیا یہ انگوٹھی واقعی میں اس قابل تھی جو جائی یانہ جیسی لڑکی کو دی جاتی جو سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوئی تھی۔

دو ڈھائی سو کی یہ انگوٹھی تو وہ چلتے ہوئے ایک نظر میں ہی رجیکٹ کر دیتی ہو گی۔ اگر اس نے جائی یانہ کو یہ دی تو وہ بس اپنا دل رکھنے لیے ہی اسے لے گی اور شاید اس کا دل رکھنے کے لیے ہی اسے پہنے گی ورنہ ایسی انگوٹھی پہننے کے بارے میں تو وہ سوچتی بھی نہیں ہو گی۔

اس کی خود ترسی عروج پر تھی جب جائی یانہ نے اسے کال کی۔ وہ چند پل تک موبائل کو تکتا رہا۔ پھر اس نے جانے کس خیال کے تحت کال اٹھالی۔

"زید!!" کال اٹھتے ساتھ ہی اس نے اس قدر بے چینی سے اس کا نام لیا کہ زید کو پل بھر کے لیے کچھ ہوا۔

وہ خاموش ہی رہا جبکہ دوسری طرف زید کو کچھ نہ بولتا پا کر وہ مزید گھبرا گئی۔

"زید! پلیز کچھ تو بولو۔ تم ٹھیک تو ہو؟ تم کہاں ہو؟ آخر ہوا کیا ہے؟"

اس نے ایک ساتھ تین سوال داغے تھے۔

"میں ٹھیک ہوں۔" بلآخر وہ بول گیا۔ اس نے باقی دو سوالوں کا جواب نہیں دیا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا!" اس کی بے چینی کسی قدر کم تو ہوئی تھی۔ "تم پلیز ہاسٹل آجاؤ!"

"میں۔۔۔"زید اس سے پہلے منع کرتا جائی یانہ دوبارہ بولی۔

"پلیز زید میری خاطر !"اس کی اواز کی نمی اور لہجے کی التجا ایسی تھی کہ زید نے اپنے آپ کو بے بس سمجھا۔

"میں آرہا ہوں."اس نے یقین دہانی کروائی اور کال رکھ دی۔

www.novelsclubb.com

اس نے اپنے قدم اپنی منزل کی جانب کر لیے تھے۔بھلے زید جائی یانہ کے لائق ہو یا نہ ہو مگر وہ جب جب اسے بلائے گی وہ بلا سوچے سمجھے اس کے پاس آئے گا بھلے کیسے ہی حالات کیوں نا ہو!

****

وہ اپنے کھڑکی کے پاس کھڑی سڑک کو دیکھ رہی تھی۔جب سے اس نے بتایا تھا وہ آرہا ہے تب سے وہ اس کھڑکی کے پاس لگ کر کھڑی تھی۔اسے یقین تھا وہ آئے گا۔وہ کبھی بھی اس کے بلانے پر اسے ناں نہیں کرے گا۔

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ساڑھے دس ہو رہے تھے۔وہ آدھے گھنٹے سے کھڑی تھی مگر دل میں یہ یقین مزید پختہ ہوتا جارہا تھا وہ آئے گا۔

www.novelsclubb.com

اسی پل اس نے ایک رکشہ رکتا دیکھا۔اس کے قدم بے اختیار کھڑکی سے پیچھے ہوئے۔وہ بھاگتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی۔اس نے رکشے پر سے اترتے ہوئے شخص کو نہیں دیکھا تھا۔اسے دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔اسے کسی طرح پتہ چل گیا تھا کہ کون آیا ہے۔

وہ سیڑھیاں پار کر کے نچلی منزل پہنچی پھر گیٹ کی طرف بھاگی۔اس کی توقع کے عین مطابق وہ اسے اندر آتا دکھائی دیا۔اس کے قدموں کی رفتار میں کوئی کمی نہیں آئی۔وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی اس کے پاس پہنچی۔اس کے پاس پہنچ کر اس کے قدم رکے۔ان دونوں نے ایک پل کے لیے ایک دوسرے کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

اس کا چہرہ ستایا ہوا، آنکھیں سرخ اور جسم تھکا تھکا سا محسوس ہوتا تھا۔ وہ اس کے چہرے کو غور سے دیکھتی رہی جبکہ زید بس اس کی آنکھوں کو دیکھ سکا جو رونے کی وجہ سے سوجی ہوئی محسوس ہونے لگ گئی تھی۔

زید کے دل کو بے اختیار کچھ ہوا۔ اس کی آنکھیں روئی تھیں صرف اور صرف اس کی وجہ سے۔ کچھ لمحات یونہی خاموشی کی نظر گزر گئے۔

"میں نہیں جانتی ہوں وہ کتاب اور گلدستہ کس نے بھیجا تھا۔" دھیمی آواز میں اس نے اپنا یقین دلانا چاہا۔

"جانتا ہوں!" اس نے بھی آواز ہلکی ہی رکھی۔

www.novelsclubb.com

"پھر مجھ سے ناراض ہو کر کیوں گئے؟" جائی یانہ کے لہجے میں شکوہ تھا۔

"میں آپ سے ناراض نہیں تھا جائی یانہ!"

"تم آخر گئے کہاں تھے زید؟ تم نے میری فون کالز بھی نہیں اٹھائی۔ اگر تم مجھ سے ناراض نہیں تھے تو مجھے اتنی پریشانی میں کیوں ڈالا؟" اب کی بار لہجے میں نمی محسوس ہونے لگ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ کچھ پل خاموش رہا۔

"جائی یانہ! مجھے لگتا ہے۔۔۔" وہ چند پل کے لیے خاموش ہوا پھر ہمت اکھٹا کر کے دوبارہ بولا۔ "مجھے لگتا ہے میں آپ کے لائق نہیں ہوں۔"

جائی یانہ نے بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ اس کے شکوے شکایات پر شرمندہ ہونے کی بجائے اسے سزا سنا رہا تھا۔ اس کے سوالوں کے جواب دینا بھی کیا وہ مناسب نہیں سمجھ رہا تھا۔ وہ اپنی رو میں بولے گیا۔

"ہم دونوں کبھی بھی خوش نہیں رہ سکتے ہیں۔ میرے مسائل اس قدر زیادہ ہے کہ میں اگر انہیں ختم کرنا چاہوں تو میری زندگی گزر جائے گی۔ آپ ایک اچھے گھر سے تعلق رکھتی ہے۔ میں جانتا ہوں آپ کو میرے ساتھ رہنے میں بہت

www.novelsclubb.com

مشکلات آرہی ہیں اور آگے چل کر مزید آئیں گی۔آپ کو اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشات کے لیے دل مارنا پڑتا ہے اور آگے بھی مارنا پڑے گا۔شاید ہم ایک دوسرے کے لیے ہے ہی نہیں! ہم دونوں کی ہی دنیا الگ الگ ہیں۔ہم دونوں کا الگ ہو جانا ہی بہتر ہے۔"

"کیا ہم ایک دوسرے کے لیے نہیں ہے؟" جائی یانہ زیر لب بڑبڑائی۔

جائی یانہ کی نظروں کے سامنے ہر وہ پل آیا جس میں وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔اسے ہر وہ پل مکمل لگا۔

"آئی ایم سوری جائی یانہ!" اس نے جائی یانہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

"میں جانتا ہوں آپ اس وقت بہت مشکل میں ہیں۔ آپ کے پاس اس وقت کوئی اپنا نہیں ہے۔ ہم لوگ اس رشتے کو تب تک چلائیں گے جب تک آپ کے گھر میں سب کچھ ٹھیک نہیں ہو جاتا۔ جیسے ہی آپ کے گھر میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں آپ کو چھوڑ دوں گا۔ آپ کسی ایسے انسان کو چن لینا جو آپ کے لائق ہو!"

اس نے بہت نرمی سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ جائی یانہ بس زید کا چہرہ تکتی رہ گئی۔ کیا وہ اسے چھوڑ دے گا؟ کیا وہ اسے چھوڑ سکتا تھا؟ کیا اتنا آسان تھا اس کے لیے اسے چھوڑنا؟ دماغ سے آواز آئی شاید ہاں!

www.novelsclubb.com

دوسری طرف زید کے دل میں بھی یہی سوالات تھے۔ کیا وہ اسے چھوڑ دے گا؟ کیا وہ اسے چھوڑ سکتا ہے؟ کیا اتنا آسان ہے اس کے لیے اسے چھوڑنا؟ دل میں صدا گونجی ہر گز نہیں!

دونوں کے دلوں میں قیامت برپا تھی۔ زید نے آہستہ آہستہ اپنے قدم پیچھے کو کیے۔ کچھ دور آنے کے بعد وہ مڑ گیا۔ جائی یا نہ اس کی پشت کو تکتی رہی۔

وہ گیٹ سے باہر نکلنے لگا۔ کیا وہ اسی طرح اس کی زندگی سے بھی باہر نکل سکتا ہے؟ اس سوچ نے دل پر ایک ضرب لگائی۔ وہ فوراً اس کے پیچھے گئی۔

وہ بھاگتے ہوئے گیٹ سے باہر نکلی۔ زید سڑک پر بہت آگے آگیا تھا۔

"زید!" اس نے پیچھے سے آواز لگائی اور اس کی جانب قدم تیز کر لیے۔ زید اس کی آواز سن کر رک گیا تھا مگر اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ اسے ڈر تھا اگر وہ پیچھے مڑ کر دیکھے گا تو کبھی اپنے فیصلے پر عمل نہیں کر پائے گا۔

وہ بھاگتی ہوئی زید کے پاس آئی اور زید کو کندھے سے پکڑ کر اپنی جانب موڑا۔

"زید! تم یہ کیوں کر رہے ہو؟" جائی یانہ کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں جو بھی کر رہا ہوں ہمارے بھلے کے لیے ہی کر رہا ہوں، جائی یانہ!" دل میں ایک طوفان برپا تھا مگر اس نے اپنے تاثرات سے اس طوفان کا پتہ تک نہ چلنے دیا۔

"آپ یہ سب کچھ ہم دونوں کے لیے پیچیدہ کر رہی ہیں۔ خدارا ایہ نہ کرے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے ہے ہی نہیں تو آپ ضد کیوں کر رہی ہے۔"

"کیا واقعی میں زید میں تمہارے لیے نہیں ہوں۔ کیا ہم دونوں کے بیچ جو کچھ تھا وہ سب جھوٹ تھا؟" جائی یانہ کی آنکھوں کی نمی آنسو کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ آنسو کا قطرہ اس کے گال پر سے گرتا ہوا زمین پر گر گیا۔

www.novelsclubb.com

زید کا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا لیکن وہ ہنوز خاموش رہا۔

"بتاؤ زید کیا وہ سب جھوٹ تھا؟" اس کی اواز تیز ہو گئی تھی۔ دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔

"زید رحیم! کیا ہم دونوں کے درمیان کبھی کچھ بھی نہیں تھا؟ کیا وہ سب جھوٹ تھا؟ کیا تم جائی یا نہ اشفاق سے محبت نہیں کرتے ہو؟" وہ زید کے کندھوں کو ہلا کر اس سے جواب مانگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں" اس نے اپنے دل پر پیر رکھ کر یہ بات کہی تھی۔ دوسری طرف اس کا سرد لہجہ سن کر جائی یانہ جو اسے ہلا رہی تھی، ایک پل کے لیے ساکن ہوئی۔ اس نے زید کے چہرے کو دیکھا جو آج اس کے لیے سفاک تھا۔

جائی یانہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ اس کے گالوں پر آنسو متواتر گر رہے تھے۔

"تم نے صحیح کہا۔ میرا کوئی حق نہیں ہے تم سے سوال کرنے کا!" وہ مڑ گئی۔ زید جو چاہتا تھا وہ اسے بدگمان ہو جائے وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اس نے جانے کے لیے قدم بڑھائے لیکن پھر رک گئی۔

"اب تم کبھی بھی میرے پیچھے مت آنا زید رحیم کیونکہ جائی یانہ اشفاق نے اب خود کو تم سے دستبردار کر دیا ہے۔ بہتر ہو گا یہ رشتہ جلد ختم ہو جائے!" وہ جو کب سے جائی یانہ کو اپنے الفاظ سے اذیت پہنچا رہا تھا، جائی یانہ کی یہ بات سن کر اس کی اپنی روح کانپ گئی۔

وہ مڑے بغیر واپسی کی راہ لینے لگی۔ پیچھے زید وہاں پر خاموش کھڑا رہ گیا۔ دونوں کے درمیان دیوار آچکی تھیں۔

www.novelsclubb.com

****

اگلے دن کا سورج اسلام آباد کی گلیوں کو پر نور کر رہا تھا۔ ہر کوئی اپنے کام میں مگن دکھائی دیتا تھا۔ ایسے میں ہم اگر ایک کیفے میں جائیں تو تمہیں سنہری آنکھوں والی لڑکی، سانولی رنگت والی لڑکی کے سامنے کرسی پر بیٹھی دکھائی دے گی۔

دونوں اس وقت میز کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ صبح کے گیارہ بجنے کی وجہ سے ابھی رش بالکل بھی نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری آنکھیں سوجی ہوئی ہیں۔" عزاہ نے فکر مندی سے جائی یانہ کی آنکھوں کو دیکھا جو سرخ تھیں۔

"نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں ہے!" اس کی آواز زکام زدہ تھی۔

عزاہ فکر مندی سے اس کا چہرہ تکتی رہی۔ وہ چاہتی تھی جائی یانہ اسے اس کی وجہ بتائے مگر وہ یہ بھی جانتی تھی جائی یانہ مر کر بھی اپنی تکلیف بتانے والوں میں سے نہیں تھی چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو ایڈریس کے علاوہ کچھ ملا؟" جائی یانہ سپاٹ انداز میں بات بدل دی۔

"نہیں۔ابھی تو کچھ نہیں ملا ہے۔"عزاہ نے بھی اس کا ساتھ دیتے ہوئے کہا۔

"ایک ہفتہ آپ نمرہ پر مزید نگرانی کرو۔کیا پتہ نمرہ سے آپ کو مزید معلومات مل جائے!"

اسی وقت ویٹر ان دونوں کے لیے کافی کے مگ لے آیا۔

www.novelsclubb.com

"اور اگر کچھ نہ ملا تو؟"عزاہ نے اپنی کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

جائی یانہ نے ایک گہری سانس نکالی۔"تو پھر ہمیں کوئی دوسرا قدم اٹھانے کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔ چھپن چھپائی کے اس کھیل کو ختم کر کے ہمیں پھر ڈٹ کر ان کے روبرو بات کرنی ہو گی۔"

"مجھے یہ جلد بازی لگ رہی ہے۔ تم جانتی ہو نا اس میں کتنا خطرہ ہے؟"

عزاہ کچھ آگے کو آئی۔

"میں جانتی ہوں اس میں بہت خطرہ ہے لیکن آپ خود ہی بتائے یوں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بھی تو کچھ نہیں ہو رہا ہے نا الٹا یہ پریشانی مزید ہمارے سروں پر حاوی ہوتی جا رہی ہے۔ ایک ہفتہ بہت ہوتا ہے کوئی سراغ ڈھونڈنے کے لیے اگر ایک ہفتے میں بھی ہمیں کچھ نہیں ملا تو ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ آگے بھی کچھ ملنے

کے چانسز زیرو ہے اور ویسے بھی ہم احمقوں کی طرح بغیر کسی تیاری کے تھوڑی نا ان کے پاس جائیں گے کچھ سوچ سمجھ کر ہی میدان میں اتریں گے۔"

عزاہ خاموش ہو گئی۔ وہ جانتی تھی جائی یا نہ سچ کہہ رہی تھی۔ مزید انتظار عالیہ کی جان کو بھی خطرے میں ڈال سکتا تھا۔

"فرض کرو اگر ہمیں کچھ نہ ملا تو پھر ہم کیا کریں گے؟" عزاہ نے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"سب سے پہلے تو ہمیں آریان کے گھر اور ارد گرد کا جائزہ لینا ہے۔ باقی باتیں ان سب چیزوں کو دیکھ کر ہی طے کر پائے گے"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"صحیح کہہ رہی ہو!"عزاہ اس کی بات سے متفق تھی۔

"ویسے نمرہ کا آج کل برتاؤ کیسا ہے؟"

جائی یانہ نے اچانک سے پوچھا۔

"صحیح ہے۔نارمل سا ہی ہے۔دراصل اس کا اور میرا ٹکراؤ ہی نہیں ہو رہا ہے۔"عزاہ کی بات سن کر جائی یانہ کچھ دیر تک سوچتی رہی پھر اس نے گردن ہلا دی۔

www.novelsclubb.com

"چلیں ٹھیک!"

"تم یونیورسٹی نہیں گئی ویسے؟" عزاہ نے بات بدلتے ہوئے پوچھا تھا۔

"صبح میری دو کلاسز تھی انہیں اٹینڈ کر کے میں آگئی۔ ویسے آپ پھپھو سے کیا بہانہ کر کے آئی ہیں؟"

"میں انہیں بتا کر آئی ہوں میں اماں کی طرف جا رہی ہوں۔ ویسے جائی یا نہ مجھے ابھی بھی لگ رہا ہے تمہارے ساتھ کوئی مسئلہ ہے؟"

موضوع دوبارہ سے وہی آگیا تھا جس سے جائی یا نہ بچنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"نہیں بجو ایسی کوئی بات نہیں ہے بس نیند آرہی ہے۔اسی لیے آپ کو لگ رہا ہے۔"

اس نے ایک بار پھر بہانہ بنایا۔عزاہ بچی نہیں تھی جو سمجھ نہ پاتی مگر ایک اور بار جائی یا نہ کے جھوٹ بولنے پر اب وہ مکمل خاموش ہو گئی۔

وقت خاموشی سے کٹنے لگ گیا۔

www.novelsclubb.com

****

وہ اپنے بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی جب ملازمہ اندر آئی۔اس نے کھانے کی ٹرے اٹھائی ہوئی تھی۔ملازمہ نے کمرے میں اندر آتے ساتھ ہی دروازہ بند کر دیا۔ عالیہ نے کچھ سوچا پھر جگ کی طرف دیکھ کر وہ بولی۔

"سنو! میرے لیے پانی لا دو گی؟"اس کی بات سن کر ملازمہ نے سر اثبات میں ہلایا اور جگ پکڑ کر باہر چلی گئی۔جاتے جاتے وہ دروازہ بند کر کے ہی گئی تھی۔عالیہ جلدی سے دروازے کے پاس گئی اور اس کی دیوار کے ساتھ لگ گئی۔

کچھ ہی دیر میں اسے دوبارہ قدموں کی چاپ کمرے کی جانب بڑھتی سنائی دی۔عالیہ بالکل چوکنا ہو گئی۔جیسے ہی ملازمہ کمرے کے اندر داخل ہوئی ہاتھ دروازے کے ہینڈل پر رکھے ہوئے ہی اس نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔عالیہ نے

دروازے پر پورا زور مارا مگر اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اسے دروازہ دوبارہ لاک ملا۔

حیرت میں ہوتے ہوئے بھی اس نے جلدی سے معاملے کو سنبھالنے کے لیے ملازمہ کے ہاتھ سے جگ لیا۔

"ادھر دکھاؤ!" اس نے جگ پکڑ کر جلدی سے گلاس میز پر سے اٹھایا اور پانی بھر کر اس طرح پینے لگی جیسے کافی دیر سے پیاسی ہو۔

www.novelsclubb.com

ملازمہ شاید اس کے ڈرامے میں آگئی تھی۔ اس لیے وہ خاموشی سے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی عالیہ نے بے دلی سے پانی کا گلاس میز پر رکھا۔

ملازمہ دروازہ بند کر کے ہی اندر آتی جاتی تھی۔ شاید مسز جہانگیر اور آریان نے اسے بہت سختی سے یہ بات سمجھائی تھی لیکن مسز جہانگیر اور آریان جب بھی آتے تھے دروازہ کھلا ہوا ہوتا تھا۔ انہیں اپنے پر یا تو بہت زیادہ اعتماد تھا یا پھر وہ یہ سمجھتے تھے ان کے کمرے میں ہوتے ہوئے عالیہ کبھی بھی کمرے سے باہر آنے کا نہیں سوچے گی۔ اب شاید آریان اور مسز جہانگیر جب آئے اسے تبھی کوئی چکر چلانا پڑے گا۔ اب اس نے آریان اور مسز جہانگیر کا انتظار کرنے کا سوچ لیا تھا۔

****

www.novelsclubb.com

"امی جان!"

مسز جہانگیر جو اپنے کمرے میں رکھے صوفے سے ٹیک لگائے کسی گہری سوچ میں گم تھی،ان کو ایک مردانہ آواز حال میں لے کر آئی۔

"بولو آریان!" انہوں نے آنکھیں موندی ہوئی تھیں۔اس کے آنے پر بھی انہوں نے آنکھین نہیں کھولیں۔

"مجھے لگ رہا ہے آپ کا طریقہ کام آرہا ہے۔رات کو میرے ایک خبری نے بتایا زید اور جائی یانہ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو رہا تھا۔"

"میں جانتی تھی ایسا ہی ہونا ہے۔ تم ہی بس وہم و گمان کا شکار تھے۔"

آنکھیں ابھی بھی نہیں کھولی گئی تھیں۔

"میں نے بھی اس سے یہی کہا تھا۔" کمرے میں ایک اور فرد آیا تھا۔

اس کی نسوانی آواز کمرے میں موجود دونوں افراد نے سن لی تھی مگر اس کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

"ویسے امی جان اگر زید نے جائی یانہ کو چھوڑ دیا تو جائی یانہ کا پھر کیا کرنا ہے؟" آریان آگے کا پلان بھی جاننا چاہتا تھا تاکہ اسی کے مطابق اپنی رفتار رکھے۔

"آگے ہم نے کچھ نہیں کرنا ہے کیونکہ جو ہوگا وہ جائی یا نہ کو خود ہی ختم کر ڈالے گا۔"

"کیا مطلب؟" آریان نے آنکھیں پھاڑ کر مسز جہانگیر کو دیکھا۔ اس کی ناسمجھی محسوس کر کے مسز جہانگیر مسکرائی۔

"آریان! میرے بچے! تم جانتے ہو جائی یا نہ زید سے کتنی محبت کرتی ہے۔ جب زید اسے طلاق دے گا ناں تو یہی محبت اس پر عتاب بن جائے گی۔ وہ پل پل محبت کے جدا ہونے کا عذاب سہے گی۔ ایسے انسان کو ہم پھر اور کیا نقصان پہنچائے گے جو اپنی زندگی کا سب سے بڑا عذاب سہہ رہا ہو۔"

www.novelsclubb.com

آریان بات سمجھ گیا۔اسی لیے اس نے بات بدلی۔

"عالیہ اور عزاہ،ان دونوں کا کیا کرنا ہے؟"

"جب وقت آئے گا تب تمہیں پتا چل جائے گا آریان بہتر ہو گا تم سے جتنا کہا جائے اتنا کیا کرو!"

مسز جہانگیر کی اواز اٹل تھی۔آریان کو جانے کیوں یہ لہجہ ناگوار گزارا تھا۔اس نے احتجاج کرنا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"امی جان!میں۔۔۔"مسز جہانگیر نے فوراً بات کاٹی۔

"تمہیں اپنا باپ جہانگیر یاد ہے نا آریان؟" آریان کا چہرہ ایک پل میں پیلا پڑ گیا۔

یہ سوال نہیں تھا، آریان کے لیے یہ ایک واضح دھمکی تھی۔

"میں چلتا ہوں امی جان!" سوال کا جواب دیے بغیر آریان نے اجازت طلب کی۔ مسز جہانگیر نے بس سر اثبات میں ہلایا۔ آریان مڑا اور اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔

www.novelsclubb.com

ابھی وہ باہر جا پاتا اس سے پہلے ہی مسز جہانگیر کی آواز کمرے میں دوبارہ گونجی۔

"آریان تمہارے حق میں یہی بہتر ہو گا تم اپنے باپ کو مت بھولو ورنہ نتائج نہایت خطرناک ہونگے۔" آریان کا چہرہ مزید پیلا ہو گیا۔ وہ مڑے بغیر کمرے سے باہر نکل گیا۔

پیچھے کمرے میں بس اب ایک عورت اور ایک لڑکی رہ گئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"امی جان آپ کو آریان کے ساتھ یوں نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ تو بس ہماری مدد کرنا چاہتا ہے۔" نمرہ نے دھیمی آواز میں آریان کی صفائی میں کچھ کہنا چاہا۔

اس پورے منظر میں یہ پہلی دفعہ تھا جب مسز جہانگیر نے اپنی آنکھیں کھولی تھیں اور صوفے پر سیدھی ہو کر بیٹھی تھیں۔ انہوں نے اپنی دونوں آنکھوں کو سامنے کھڑی نمرہ کے وجود پر گاڑ دیا تھا۔

"مجھے بتا کون رہا ہے؟ وہ جو خود اپنی ماں، بھائی اور دوست، تینوں کو دھوکا دے رہی ہے۔"

"میں اپنا بدلہ لے رہی ہوں!" نمرہ فوراً بھڑک اٹھی تھی۔

"اچھا تمہاری دوست اور بھائی بھی کیا اس سب میں قصوروار تھے؟ اگر تھے تو تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟" مسز جہانگیر کے چہرے پر تیکھی مسکراہٹ تھی۔

"آپ چاہتی کیا ہے امی جان؟" وہ جانتی تھی وہ مسز جہانگیر کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔اس لیے سیدھا مقصد پر آئی۔

www.novelsclubb.com

"میں یہ چاہتی ہوں تم دونوں میرے معاملات میں ٹانگ مت اڑاؤ ورنہ تم جانتی نہیں ہو میں تم دونوں کا کیا حشر کروں گی۔"

اپنی بات کہہ لینے کے بعد وہ ایک بار پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئیں اور آنکھیں بند کر لیں۔ نمرہ کچھ دیر تک ان کا چہرہ تکتی رہی پھر خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

****

آریان جلدی سے اپنے کمرے میں گیا اور اپنے پیچھے دروازہ زور سے بند کر دیا۔ پھر وہ لمبی لمبی سانسیں بھرتا دروازے کے ساتھ ہی لگ کر بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

وہ اس وقت تینتیس سال کا آدمی کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا وہ کوئی چھوٹا بچہ ہو جسے ڈرایا گیا ہو۔

ساری دنیا اس کے اصل سے انجان تھی سوائے اس کی ماں کے بلکہ سوتیلی ماں کے اور اس کے اسی اصل کو جانتے ہوئے اس سے بہت سے کام نکلوائے جا رہے تھے جو وہ ہر گز کرنا نہیں چاہتا تھا مگر وہ مجبور تھا۔

کیا تم آریان کے ماضی کو کچھ جھانکنا چاہو گے؟

www.novelsclubb.com

****

جہانگیر خان نے اپنی آنکھ ایک ایسے خاندان میں کھولی تھی جہاں پیسوں کی خوب ریل پیل تھی۔ وہ اپنے ماں باپ کی پہلی اولاد تھے۔ ان کے بعد ان کا ایک چھوٹا بھائی رحیم بھی تھا۔ دونوں بھائیوں کے درمیان کوئی مثالی پیار نہیں تھا۔ وہ دونوں بالکل نارمل انداز میں ایک دوسرے کے ساتھ رہتے تھے۔ جہانگیر کو اپنے چھوٹے بھائی کی ذاتیات میں گھسنے کا پورا حق تھا جبکہ رحیم کا اس بارے میں سوچنا ہی ایک جرم تھا۔

جہانگیر اپنے بھائی رحیم کے مقابلے میں کئی گنا چالاک تھے۔ اپنی اسی چالاکی کو انہوں نے دنیا والوں کے سامنے ذہانت کا روپ دیا ہوا تھا۔ یہ چالاکی ہی انہیں گھر اور اسکول دونوں میں ممتاز حیثیت دلاتی تھی۔

www.novelsclubb.com
NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گھر میں وہ چالاکی سے سارا کام جو ماں باپ کرنے کو کہتے وہ اپنے ملازموں سے کروالیا کرتے تھے اور کریڈٹ خود رکھ لیتے تھے جبکہ ٹیسٹ اور ایگزامز وہ نقل کر کے اچھے نمبروں سے پاس ہوتے تھے۔ دوسری طرف رحیم اپنی تمام کوششوں اور محنت کے باوجود ایمانداری سے اتنے نمبر نہیں لے پاتا تھا جتنے جہانگیر لیتے تھے۔ کام کرنے کی رفتار بھی ان کی معمولی تھی۔ جہانگیر جس رفتار سے کام کرتے تھے (یا پھر یوں کہوں ملازموں سے جس رفتار میں کرواتے تھے) اس کے مقابلے میں ان کے ماں باپ کو رحیم کی رفتار ہمیشہ کم ہی لگتی تھی۔ یوں ماں باپ کی نظروں میں جہانگیر نے اپنا اچھا مقام پیدا کر لیا تھا جبکہ رحیم ان کے لیے ایک نالائق اولاد ثابت ہونے لگ گئے۔

www.novelsclubb.com

جہانگیر نے کبھی بھی رحیم کو نیچا کروانے کا نہیں سوچا تھا مگر جب بھی اس کے ماں باپ رحیم کو ڈانٹتے ہوئے یہ کہتے تھے "جہانگیر سے کچھ سیکھو!" تو یہ

سن کر ان کے اندر احساس برتری آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا۔ماں باپ نے لاشعوری طور پر اپنی دونوں اولادوں میں یہ واضح فرق پیدا کر دیا تھا۔اب جہانگیر کو رحیم ایک معمولی سا شخص لگنے لگ گیا تھا جب کہ رحیم اپنے بھائی کو آئیڈیل بنا چکا تھا۔ رحیم جو بھی کام کرتے ان کے ماں باپ رحیم کو کام کے اپروول کے لیے جہانگیر کے پاس بھیج دیتے تھے۔یوں رحیم آہستہ آہستہ اپنے بھائی کی رائے کا محتاج ہوتے چلے گئے۔

دوسری طرف جہانگیر ہمیشہ اسے ایسی رائے دیتا کہ اگر کوئی کام ٹھیک بھی ہوتا تو بھی رحیم اس رائے پر چل کر اسے خراب کر ڈالتا۔

www.novelsclubb.com

یونہی آہستہ آہستہ وقت گزرتا چلا گیا۔پڑھائی کے میدان کو عبور کر کے جب دونوں بھائیوں نے باپ کے کاروبار میں قدم جمائے تو اس کاروبار پر

بھی جہانگیر نے اپنے قدم مضبوطی سے جما لیے۔ سب سے پہلے انہوں نے آفس کے سارے پرانے اور خاص ملازمین کو اپنی جانب کیا۔ کاروبار کے تمام کاغذات اپنے باپ سے لے کر اپنے پاس رکھ لیے۔ جہانگیر کے والد اسی سوچ پر خوش ہو گئے کہ ان کا بڑا بیٹا ان کی توقع کے عین مطابق بزنس سنبھال رہا ہے۔ جہانگیر کی مکاریاں انہیں احساسِ ذمہ داری لگتی تھیں۔ دوسری طرف رحیم کام کو سمجھنے میں کچھ زیادہ وقت لے رہے تھے۔ رحیم کے باپ کو ویسے بھی اس سے کوئی اتنی امیدیں نہیں تھیں۔ باپ کے سامنے بھائی کو مزید نیچا دکھانے اور اپنا اعتبار مزید بڑھانے کے لیے جہانگیر اکثر رحیم کے کاموں کو خراب کر دیتا۔ رحیم کو جو بھی ڈیل ملتی وہ کسی نہ کسی طرح اسے ایسے خراب کر دیتا کہ ان کے باپ کا رحیم سے دل مزید کھٹا ہو جاتا۔

www.novelsclubb.com

جب کاروبار کرتے ہوئے دونوں بھائیوں کو وقت گزرا تو ان کی شادی کا بھی فرض ماں باپ نے پورا کر دیا۔ شادی کے چند ماہ بعد ہی ان کے گھر میں بچوں کی کھلکھلاہٹ گونجنے لگی۔ سب سے پہلے جہانگیر کے ہاں آریان پیدا ہوا جبکہ اس کے گیارہ مہینے بعد زاہد رحیم صاحب کی گود میں آیا۔اس کے کچھ عرصے بعد اللہ نے رحیم صاحب کے گھر بیٹی کی صورت میں اپنی رحمت بھیجی۔

اگر کوئی بھی اس خاندان کو دیکھتا تو اسے یہ گھر ایک مکمل ہنستی کھیلتی فیملی کی تصویر لگتی مگر اس اچھی فیملی کی بنیادیں کوئی تیزی سے کاٹ رہا تھا اور وہ کوئی اور نہیں بلکہ جہانگیر صاحب ہی تھے۔

www.novelsclubb.com

جب باپ طبعی موت اس دنیا سے رخصت ہوئے، اسی وقت سے
جہانگیر نے ایک خواب دیکھنا شروع کر دیا۔ تنہا اس بڑے بزنس اور پوری جائیداد پر
قابض ہونے کا خواب!

اسی خواب میں وہ دن رات سر گرم رہنے لگ گئے۔ اپنے باپ کے
قریبی لوگوں سے ان کے تعلقات پہلے ہی اچھے تھے۔ ان ہی تعلقات کے ساتھ
انہوں نے وصیت اور جائیداد کے کاغذات بدلوا دیے اور سارا کچھ اپنے نام کروالیا۔

وہ کچھ دیر تک اس راز کو اپنے تک ہی رکھے رہے مگر جب ان کی ماں
بھی یہ دنیا چھوڑ کر چلی گئی تو انہوں نے رحیم پر قیامت ڈھا دی۔ انہوں نے نہ
صرف پوری جائیداد کی ملکیت کا رحیم صاحب کو بتایا بلکہ انہیں گھر سے نکلنے کا بھی
پروانہ جاری کر دیا۔

ان دنوں رحیم کے گھران کا دوسرا بیٹا اور تیسری اولاد زید پیدا ہوا تھا۔ وہ لوگ اس سب کے لیے بالکل تیار نہیں تھے۔رحیم کی بیوی بھی اس وقت ہسپتال میں تھی۔ایسے میں گھر سے نکالے جانا دکھ سے زیادہ قیامت بن کر ان دونوں میاں بیوی کے دلوں پر گزری۔شاید گھر سے نکالے جانا رحیم کو اس قدر برا نہ بھی لگتا اگر گھر سے نکالنے والا ان کا اپنا سگا بھائی نہ ہوتا۔

رحیم کے ماں باپ نے ہمیشہ سے اس کے بڑے بھائی کو ایک رول ماڈل کی طرح پیش کیا تھا۔پڑھائی اچھی نہیں کرتے،اپنے بڑے بھائی سے سیکھو۔ کھیل کود میں صحیح نہیں ہو،اپنے بڑے بھائی سے سیکھو۔لوگوں کے درمیان میں کس طرح بیٹھتے ہیں،اپنے بڑے بھائی سے سیکھو،ل۔کس وقت کیا بولنا ہے اپنے

بڑے بھائی سے سیکھو۔ بزنس صحیح سے نہیں سنبھال سکتے، اپنے بڑے بھائی سے سیکھو۔ وہ ان ہی جملوں کو سن سن کر بڑے ہوئے تھے۔

رحیم کے ماں باپ نے ہمیشہ یہی کہا تھا کہ جب بھی کوئی مشکل آئے تو اپنے بھائی سے اسے سنبھالنا سیکھو لیکن وہ یہ سکھانا کیوں بھول گئے اگر بڑا بھائی خود ہاتھ جھٹک دے تو اس وقت کس کا ہاتھ تھامنا ہے؟ وہ بت جو ماں باپ نے اس کے ذہن میں بنایا تھا جب خود ہی اپنا آپ توڑ ڈالے تو کس کے پاس جا کر اپنے نقصان کا مداوا کروائے؟

www.novelsclubb.com

اب تو ماں باپ ہی نہیں رہے تھے جن سے پوچھ پاتے کیا کرنا ہے، کہاں جانا ہے؟ اب آگے ان کے پاس اپنی زندگی تھی جو انہیں اپنے صحیح اور غلط

فیصلوں کے ساتھ چلانی تھی اور اب ان غلط صحیح فیصلوں کا نقصان انہوں نے ہی نہیں بلکہ ان کی اولاد نے بھی اٹھانا تھا۔

رحیم صاحب نے خاموشی سے اپنا راستہ اپنے بھائی سے جدا کر دیا مگر دل میں دفن اپنے رول ماڈل کی قبر پر وہ رونا کبھی نہیں بھولتے تھے۔

رحیم اپنے بچوں اور بیوی کو لے کر گھر سے چلا گیا تھا۔اب یہ ساری جائیداد کسی شرکت کے بغیر بس جہانگیر کی اور ان کی اولاد کی ہو گئی تھی۔کچھ عرصہ انہوں نے اپنی زندگی خاصی خوش باش گزاری۔پھر ہوا کچھ یوں کہ ان کی بیوی ایک بار پھر پریگننٹ ہو گئی۔آریان کے بعد یہ دوسری دفعہ تھا۔جہانگیر صاحب کو اتنی کوئی خاص خوشی نہیں تھی کیونکہ یہ پہلی دفعہ تو تھا نہیں۔

چند ماہ گزر گئے تھے۔ان کا آج اپنے کلائنٹ کے ساتھ لنچ تھا تبھی
انہیں گھر سے کال موصول ہوئی۔انہوں نے کال پک کی تو دوسری طرف سے
انہیں بتایا گیا ان کی بیوی سیڑھیوں سے گر گئی ہے۔

یہ سننے کی دیر تھی جہانگیر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنی بیوی کو ہسپتال
لے کر جانے کے لیے گھر پہنچے مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ان کی بیوی اور
ہونے والا بچہ انہیں چھوڑ کر جا چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

اپنی اولاد کے یوں جانے پر ان کا دل ایک دم سے خالی ہو گیا تھا۔بیوی
کے لیے ان کے دل میں اتنے خاص جذبات نہیں تھے مگر جب ایک انسان کے

ساتھ کچھ عرصہ رہا جاتا ہے تو اس کے جانے کا تھوڑا بہت دکھ ہوتا ہی ہے۔ ویسا ہی دکھ جہانگیر نے محسوس کیا۔

اب جس گھر کو ہتھیانے کے لیے انہوں نے اتنی پینچ چالیں چلی تھی اس میں بس وہ اوران کا بیٹا ہی رہ گیا تھا۔ بیٹے سے وہ خاصے دور تھے۔ انہوں نے بیٹے کی ذمہ داری اپنی بیوی کو دی ہوئی تھی۔ وہی بچوں کا خیال رکھتی تھی اور خود اس سب سے پوری طرح بری الذمہ تھا۔ اب ماں کے بعد آریان کو انہوں نے ملازمہ کے حوالے کر دیا۔ انہیں لگا یہی سب سے ٹھیک فیصلہ ہے۔

www.novelsclubb.com

****

ماں کے بعد آریان کو جو سب سے زیادہ چاہیے تھا وہ باپ کی محبت اور اس کا پیار تھا۔ماں کی موت کے بعد اسے لگا تھا اس کے باپ اور اس کے درمیان جو دوریاں ہیں وہ اب ختم ہو جائیں گی مگر وہ دوریاں کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گئ۔ باپ نے اسے ملازموں کے ہاتھوں چھوڑ دیا اور خود آرام سے اپنی زندگی گزارنے لگ گیا۔

ماں کے ہوتے ہوئے پھر وہ اپنے باپ سے ایک دو باتیں کر لیا کرتا تھا مگر اس کی ماں کے جانے کے بعد سے تو اس کا باپ گھر میں بہت کم دکھنے لگ گیا تھا۔ رات کو جب وہ سو جاتا تب اس کا باپ گھر آیا کرتا تھا۔ صبح انہیں آفس جانے کی اتنی جلدی ہوتی تھی کہ اپنے بیٹے کا رسمی حال احوال پوچھے بغیر وہ گھر سے نکل جاتا۔

www.novelsclubb.com

آریان آہستہ آہستہ تنہائی کا شکار ہونے لگ گیا۔اس نے اپنے دوستوں سے میل جول بھی ختم کر دیا۔اسکول سے آنے کے بعد وہ زیادہ تر وقت اپنا کمرہ بند کیے بیٹھا رہتا۔ملازموں سے باتیں کرنا اس کے اسٹینڈرڈ پر پورا نہیں اترتا تھا اور باپ اسے منہ نہیں لگاتا تھا۔اس لیے اس کی بہت سی باتیں بس اس کے دل میں بند ہی رہنے لگ گئی۔

****

جہانگیر کو جب ایک روز پتہ چلا ان کا چھوٹا بھائی یہ دنیا چھوڑ کر چلا گیا ہے تو زندگی میں پہلی دفعہ انہیں بہت بڑا جھٹکا لگا تھا۔ماں باپ اور بیوی کے جانے کا دکھ انہیں ہوا تھا مگر جو شاک انہیں رحیم کے جانے پر لگا تھا وہ کسی کی بھی موت پر نہیں لگا تھا۔رحیم کے ساتھ ساتھ اس کی بیوی کے بھی انتقال ہونے کی خبر جب ان

کے کانوں میں پڑی تو اسی پل انہیں رحیم کے تینوں بچوں کا خیال آیا۔تینوں اس وقت کم عمر تھے۔زاہد تو آریان سے بھی گیارہ ماہ چھوٹا تھا۔وہ تینوں بچے آخر کس طرح رہ رہے گے؟یہی سوچ کر ان کے ذہن میں بے چینی چھانے لگی۔

وہ اسی بارے میں سوچتے رہے جب ایک دم ان کے اندر سے کسی نے پوچھا آخر وہ اتنا پریشان کیوں ہو رہے ہیں؟انہوں نے تو خود اپنے بھائی اور اس کے بچوں کو گھر سے نکال باہر کیا تھا۔تو پھر اب انہیں کیوں فکر ہو رہی تھی؟

یہی سوچ کر انہوں نے خود کو بے نیاز دکھانا چاہا مگر جب کچھ دنوں بعد ان سے اور رہا نہ گیا تو وہ آریان کو اپنے ساتھ لے کر رحیم کے گھر چلے گئے۔

****

اسے اپنے باپ کے ساتھ یوں چچا کے گھر جانا بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔

اسے یاد تھا پہلے اس کے چچا چچی ان ہی کے گھر میں رہا کرتے تھے مگر دادی کی وفات کے بعد اس کے چچا اپنے بچوں اور چچی کو لے کر گھر سے چلے گئے۔اس نے خود دیکھا تھا اس کے چچا کی آنکھوں میں گھر سے نکلتے وقت آنسو تھے جنہیں وہ کبھی سمجھ نہیں پایا تھا مگر آج چچا کا گھر دیکھ کر اسے سمجھ آ گیا وہ کیوں رو رہے تھے۔

اس گھر کی جو حالت تھی اس سے کئی گنا بہتر گھ میں ان کے ملازم رہا کرتے تھے۔اب محل جیسے گھر میں رہنے کے بعد اس چھوٹے سے گھر میں آنے پر رونا تو آتا ہی ہو گا۔خیر جب وہ اس گھر میں آئے تو اس نے جس شخص کو دیکھا وہ زاہد تھا۔

زاہد اور وہ اکثر ایک ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ اتنے دنوں بعد زاہد کو دیکھ کر اسے ضرور خوشی ہوتی اگر زاہد نے گھسی ہوئی شلوار قمیض نہ پہنی ہوتی۔ جب وہ دونوں ایک ساتھ گھر میں رہا کرتے تھے تب تو اس کے کپڑے بہت اچھے ہوا کرتے تھے مگر اب تو ان کی حالت ایسی تھی کہ وہ اپنے ملازموں کو بھی یہ نہیں پہناتا۔

جب وہ لوگ بات کرنے کے لیے بیٹھے تو آریان کو محسوس ہوا زاہد جہانگیر کے سوالوں کا انتہائی اکھڑے اکھڑے لہجے میں جواب دے رہا ہے۔ اس کے اس شک کو یقین تب ہوا جب جہانگیر نے اپنے کوٹ سے پانچ ہزار کے نوٹوں کی گڈی نکال کر زاہد کے سامنے بڑھائی۔

زاہد نوٹ دیکھتے ساتھ ہی آپے سے باہر ہو گیا۔

"تایا ابو آپ نے ہمیں بھکاری سمجھا ہوا ہے؟" وہ صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور نہایت بدتمیزی سے بولا۔

آریان نے اوپر سے نیچے تک زاہد کو دیکھا۔اس کا حلیہ بھکاریوں جیسا ہی تھا۔

"میں تمہیں بھکاری کیوں سمجھوں گا؟ تم تو میرے بھائی کے بیٹے ہو۔" جہانگیر خلافِ معمول نرم لہجے میں بولیں۔

www.novelsclubb.com

"اسی بھائی کا بیٹا، جس کو آپ نے دھکے دے کر نکالا تھا؟!" زاہد نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔ جہانگیر لاجواب ہو گئے۔

انہوں نے زاہد کے پاس جا کر اسے پیسے تھمانے چاہے مگر جیسے ہی پیسوں نے زاہد کے ہاتھوں کو چھوا زاہد بدک کر پیچھے ہوا۔

"مجھے یہ خیرات نہیں چاہیے تایا ابو! بہتر ہو گا آپ اسے کسی یتیم خانے میں دے دے۔ میرے بہن بھائی لاوارث نہیں ہے اور نہ ہی میں اتنا کمزور ہوں کہ ان کے دو وقت کی روٹی مجھ پر بھاری پڑے گی۔ بہتر ہو گا آپ اسے لے کر چلے جائے۔" زاہد نے قطعیت سے کہا۔

اس کی باتیں سن کر آریان نے آنکھیں گھمائی۔ کہہ تو زاہد ایسے رہا ہے جیسے اس کے باپ نے اس کے لیے فیکٹریاں چھوڑی ہو۔ایک تو اس کا باپ اسے محنت مزدوری سے بچا رہا تھا لیکن ان جیسے لوگوں کی تو مدد ہی کرنا فضول ہے۔

آریان کا دل چاہ رہا تھا وہ اپنے باپ کو کھینچ کر باہر لے جائے جو ابھی بھی زاہد کو پیسے لینے پر رضامند کر رہے تھے۔اس نواب زادے کو اس کے حال پر ہی چھوڑ دینا چاہیے کچھ دن بعد جب اس کو عقل آئے گی تو خود ان کے گھر کے باہر کھڑا ہو گا۔

www.novelsclubb.com

اس کے باپ نے کوئی اتنا بڑا ظلم بھی نہیں کیا تھا۔اس کی ماں نے اسے بتایا تھا کہ دادا کا بزنس اس کے باپ نے ہی عروج پر پہنچایا تھا۔اس کے چچا تو بس ایک عام سے کلرک کی طرح کام کیا کرتے تھے۔اب اگر اس کے باپ نے اپنی کی

ہوئی محنت کے مطابق اپنا بزنس اپنے نام کر لیا تو چچا کے بچوں کو کیوں اتنا برا لگ رہا ہے؟

چچا کو بھی چاہیے تھا وہ بھی تھوڑا بہت اپنے بچوں کے لیے چھوڑ جاتے۔
اگر وہ کچھ چھوڑ کر جاتے تو ان کے بچوں کی مدد آج انہیں یوں نہ کرنی پڑتی!

دوسری طرف جب جہانگیر ہر ممکن کوشش کے بعد بھی زاہد کو پیسے لینے پر رضامند نہ کر پایا تو مجبوراً انہیں جانا پڑا۔

www.novelsclubb.com

جب وہ چچا کے گھر سے نکل کر اپنی عالیشان گاڑی میں بیٹھا تو اس نے سکھ بھرا سانس لیا۔ پھر اس نے ایک حقیر نظر چچا کے گھر اور پورے محلے پر

دوڑائی۔جانے لوگ ایسی گندی گلیوں میں کیسے رہ لیتے تھے؟اس کی طبیعت تو یہاں آکر ہی خراب ہوگئی تھی۔وہ اب ادھر واپس نہیں آنا چاہتا تھا مگر وہ یہ بات جانتا نہیں تھا اس کا باپ کچھ عرصے تک اسے بار بار اس گھر میں زاہد کو رضامند کرنے کے لیے لانا چاہتا تھا۔

****

ڈھلتے سورج کی کرنیں گلاس ونڈو سے چھن چھن کرتی ان کے چہرے تک پہنچ رہی تھی۔وہ اپنے دفتر میں بیٹھے کسی گہری سوچ میں مبتلا دکھائی دیتے تھے۔ ان کا حلیہ اگر دیکھو تو ملجگا تھا۔وہ راکنگ چیئر پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ان کی سوچ کا محور ابھی بس اپنے بھائی کے بچے تھے۔

وہ خود بھی حیران تھے آخر ان کے دل میں رحیم کے بچوں کے لیے
اتنی محبت کیوں جاگ رہی تھی۔ زاہد اور آریان تو ساتھ رہتے تھے مانا زاہد سے
انسیت ہو سکتی تھی مگر عائشہ تو کافی ریزرولڑکی تھی۔ وہ بہت کم ہی بولتی تھی اور زید
تو اس وقت پیدا ہی ہوا تھا جب انہوں نے اپنے بھائی کے خاندان کو گھر سے نکالا
تھا۔

پھر کیوں انہیں بار بار ان تینوں بچوں کا خیال آرہا تھا؟ دل کیوں اب
بے چین رہنے لگ گیا تھا؟ کہیں ان کا ضمیر تو نہیں جاگ رہا تھا؟ کیا انہوں نے واقعی
میں تو کوئی زیادتی نہیں کر دی تھی؟ جو کچھ انہیں محسوس ہو رہا ہے وہ صرف ترس
تھا یا پھر اس میں پچھتاوا بھی تھا؟ کہیں ان سے کوئی ظلم۔۔۔! نہیں نہیں ایسا نہیں
ہو سکتا۔

جہانگیر نے جلدی سے خود کو جھٹلایا۔ وہ اس وقت منفی سوچ رہے ہیں۔ ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ دن رات بس کام کام کرتے رہنے کی وجہ سے ان کا دماغ دوسری طرف مشغول ہونے لگ گیا ہے اور بیوی کے جانے کے بعد تنہائی کے سبب وہ دوسروں کے بچوں کی فکر میں دل لگا رہے ہیں۔

ہاں یہ سب تنہائی کا ہی نتیجہ ہے۔ انہوں نے اس سبب کو سوچ کر آنکھیں بند کر کے اس پر یقین کر لیا۔ ضمیر کو مکمل تھوڑی نہ جگانا تھا!

www.novelsclubb.com

انہوں نے سوچا اس تنہائی کو جلد از جلد دور کر لینا چاہیے۔ ویسے بھی ان کی بیوی کو گزرے اتنا عرصہ گزر گیا تھا۔ اب وہ ساری عمر تو یوں نہیں گزار سکتے تھے ناں!

انہیں اپنے لیے ضرور کچھ سوچنا چاہیے۔ وہ اپنی ان ہی سوچوں میں مگن تھے جب دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔

وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور آنے والے کو اندر آنے کی اجازت دی۔ دروازہ کھول کر ایک عورت اندر آئی۔ جہانگیر نے غور سے اسے دیکھا۔ وہ جہانگیر صاحب کی سیکرٹری تھی۔ صاف نقوش والی وہ عورت جس نے کالے رنگ کی پینٹ اور شرٹ پر بادامی رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔

عمر شاید تیس چالیس کے درمیان میں ہو گی مگر حسن اس وقت بھی جوبن پر تھا۔اس حسن کو مزید چار چاند اس کے چہرے پر چھائی سنجیدگی دے رہی تھی۔

"سر یہ فائلز لے لیں۔"اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے باس کی توجہ فائز پر دلائی۔

"اونہوں!"جہانگیر نے فائلز پکڑ لی مگر توجہ ابھی بھی اپنی سیکرٹری کے چہرے پر تھی۔

"سر میں جاؤں؟" جب بہت دیر تک اس کے باس نے اس سے کوئی بات نہ کی تو سیکرٹری نے پوچھا۔

"آپ نے انٹرویو والے دن بتایا تھا آپ بیوہ ہے۔ آپ کے شوہر کا انتقال کیسے ہوا تھا؟" یہ بات موقع کے لحاظ سے بے حد غیر مناسب تھی۔ اس بات کا اندازہ جہانگیر نے اپنی سیکرٹری کے تاثرات سے لیا جو سخت ہو گئے تھے۔ ایک پل کے لیے انہیں لگا ان کی سیکرٹری کچھ بہت سخت سنائے گی مگر توقع کے بر عکس اس نے آرام سے ان کی بات کا جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"ایک حادثہ ہوا تھا ان کے ساتھ!"

"امم ہمم!" جہانگیر نے اپنے آپ کو افسردہ دکھانے کی بھرپور کوشش کی۔ "مجھے آپ کے شوہر کی موت کا سن کر بہت افسوس ہوا۔ آپ نے ہمیشہ یہی بتایا تھا آپ کے شوہر کا انتقال ہوا ہے کبھی یہ نہیں بتایا کیسے ہوا اس لیے میں نے پوچھا۔ ویسے بچے تو باپ کی کمی کو ضرور محسوس کرتے ہونگے!"

جہانگیر نے باتوں ہی باتوں میں مبہم سوال پوچھ لیا تھا۔

"میرے بچے نہیں ہے۔" انتہائی سادہ انداز میں کہا۔ پھر جہانگیر کو کسی بات کا موقع دیے بغیر وہ دوبارہ بولی۔ "سر اب میں جاؤں۔ مجھے باہر بہت سے کام ہے۔"

"ہاں جاؤ!" جہانگیر اس کی یہ بات سن کر چونکے ضرور تھے مگر انہوں نے اسے اجازت دے دی۔ وہ خاموشی سے باہر نکل گئی جب کہ جہانگیر کا دماغ کسی اور ہی نہج پر پہنچ گیا تھا۔

****

وہ اپنے گھر کے لان میں کھڑا خود ہی کھیل رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بال تھی جسے وہ بار بار دیوار کی جانب پھینک رہا تھا۔ بال ٹکرا کر واپس اس کی جانب آ رہی تھی جسے وہ زمین سے گرنے سے پہلے ہی پکڑ رہا تھا۔

آج اتوار تھا اس لیے کالج سے چھٹی تھی۔ کلاس فیلوز کے ساتھ اس کا آج باہر جانے کا بھی کوئی پروگرام نہیں تھا اور اتوار کی صبح ہی صبح پڑھنا اس وقت انتہائی بچکانہ لگ رہا تھا۔ اپنا وقت گزارنے کے لیے اس نے بال کے ساتھ ہی کھیلنے کا سوچ لیا تھا۔

اس کا باپ ناشتے کے بعد سے غائب تھا۔ اس کی کوئی خیر خبر نہیں تھی۔ آریان کو لیکن کوئی فکر نہیں تھی کیونکہ اس کا باپ آج کل یونہی غائب رہتا تھا۔ ابھی وہ اپنے اسی کھیل میں مگن تھا جب گھر کا گیٹ کھلا اور اس کے باپ کی گاڑی پورچ میں آ کر رکی۔

www.novelsclubb.com

اس کے بال کو دیوار پر پھینکتے ہاتھ رکے اور وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ گاڑی اس کے ڈیڈ کی تھی مگر اسے محسوس ہوا ڈیڈ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔

اس کا باپ گاڑی سے نکلا لیکن وہ اندر جانے کی بجائے گاڑی کی دوسری طرف چلا گیا اور دوسری طرف کا دروازہ کھولا۔

اس کی نظروں پر لال رنگ کا لباس چھا گیا۔جب اس نے غور کیا تو وہ ایک لال رنگ کا لہنگا تھا جسے ایک لڑکی پہنے ہوئے تھی۔جہانگیر نے اس کے لہنگے کو تھام کر اس کی چلنے میں مدد دے رہے تھے۔

آریان ہونقوں کی طرح یہ منظر دیکھ رہا تھا۔اس کا دماغ جو اس منظر کو دیکھ کر کہہ رہا تھا وہ اس پر یقین نہیں کرنا چاہتا تھا۔

گیند کو ایک جانب پھینک کر وہ تقریباً بھاگتا ہوا اپنے باپ کے پاس پہنچا جو نئی نویلی دلہن کو اندر لے کر جا رہا تھا۔

"ڈیڈ!" اس نے اس قدر زور سے آواز لگائی کہ دلہن اور جہانگیر دونوں رک گئے۔

ان دونوں نے سوالیہ نگاہوں سے آریان کی طرف دیکھا جب کہ آریان صرف اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے کو میک اپ نے چھپایا ہوا تھا۔ ہیوی میک اپ ہونے کے باوجود آریان پہچان گیا یہ کوئی اور نہیں بلکہ اس کے ڈیڈ کی سیکرٹری ہے۔ وہ ایک دو دفعہ ڈیڈ سے ملنے آفس گیا تھا۔ تب اس نے اسے وہاں دیکھا تھا۔

"ڈیڈ یہ کون ہے؟" جھجھکتے ہوئے آخر اس نے پوچھ ہی لیا۔

جہانگیر صاحب اور اس کی سیکرٹری نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا پھر سیکرٹری خود ہی آگے بڑھی اور آریان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھکی۔

"میں تمہاری امی جان ہوں آریان! تمہارے ابو اور میں نے نکاح کر لیا ہے۔اب سے ہم تینوں ایک فیملی ہے۔"

www.novelsclubb.com

اس نے بڑے آرام سے آریان کے سر پر بم پھوڑا تھا۔آریان بچہ تو تھا
نہیں جو یہ بات سمجھ نہیں پاتا مگر یہ بات یوں اتنے صاف لفظوں میں سننے کا اس
نے سوچا بھی نہیں تھا۔

آریان نے ایک نظر اس عورت کو دیکھا جو اس کی ماں کی جگہ آگئی تھی
پھر ایک شکایتی نظر اپنے باپ پر ڈالی۔اس کے بعد وہ چہرہ جھکا کر اندر چلا گیا۔

جہانگیر نے آریان کے پیچھے جانے کی کوشش کی مگر ان کی نئی بیگم نے
فوراً سے ان کا کندھا تھام لیا۔

www.novelsclubb.com

"ابھی اسے وقت چاہیے۔اتنی بڑی بات کو وہ اتنی جلدی پر اسس نہیں کر پائے گا۔"

جہانگیر تذبذب کا شکار ہو گئے تھے مگر پھر بیگم کی بات انہوں نے مان لی۔

****

www.novelsclubb.com

اپنے باپ اور نئی ماں سے اس کی دوبارہ ملاقات اس کی اگلے دن کے ناشتے پر ہوئی۔اس نے کالج کی وردی پہنی ہوئی تھی جبکہ اس کی نئی ماں نے

خوبصورت آتشی رنگ کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی۔اس پر نفیس سے زیور پہنے وہ خاصی خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔ڈیڈ ہمیشہ کی طرح دفتر کے لباس میں تھا۔

اس نے کسی سے بھی نظر نہیں ملائی اور چپ چاپ ناشتہ کرنے لگ گیا۔

"کیسے ہو آریان؟" بات شروع اس کے ڈیڈ کی بیوی نے کی تھی۔

"ٹھیک!" وہ فقط اتنا ہی بولا۔

www.novelsclubb.com

"اچھی بات ہے۔جہانگیر نے مجھے بتایا تھا تم انٹر میڈیٹ کے اسٹوڈنٹ ہو۔کیس فلیڈ میں انٹر کر رہے ہو؟"آریان کو یہ بات تو سمجھ آگئی تھی کہ ڈیڈ کی بیوی بہت ہنس مکھ ہے۔

"ایف ایس سی میڈیکل!"اس نے دوبارہ ایک لفظی جواب کا سہارا لیا۔

"چلو اچھی بات ہے۔تمہارے ڈیڈ کے بزنس کے لیے تو یہ فیلڈ ویسے بھی بیسٹ ہے۔"

www.novelsclubb.com

انہوں نے چہکتے ہوئے کہا۔اس کے بعد وہ کوئی اور بات پوچھ بھی لیتی اگر آریان ناشتہ ختم کر کے ڈائننگ روم سے باہر نہ نکل جاتا۔

کالج سے آنے کے بعد وہ سیدھا اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گیا۔اسے دوبارہ اس عورت کا چہرہ نہیں دیکھنا تھا جو اس کی ماں کی جگہ پر قابض ہو گئی تھی۔وہ وردی کو تبدیل کیے بنا ہی اپنے بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں اس پر غنودگی چھائی اور وہ گہری نیند سو گیا۔اس کی آنکھ شام کو تب کھلی جب اس کے کمرے کے دروازے پر کوئی زور سے دستک دینے لگا۔

آنکھیں ملتا ہوا جب اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے کھڑی ہستی کو دیکھ کر وہ حیران ہوا۔ سامنے کوئی اور نہیں اس کے ڈیڈ کی بیوی کھڑی تھی۔ وہ ابھی بھی صبح والے حلیے میں تھی مگر وہ تازگی اب ان کے اندر دکھائی نہیں دیتی تھی۔

"میں اندر آسکتی ہوں؟" انہوں نے اجازت طلب کی۔ آریان سوچ میں پڑ گیا۔ وہ انہیں اندر نہیں بلانا چاہتا تھا مگر اب یوں منہ پر منع کرنا بھی تو صحیح نہیں تھا۔

شاید انہوں اس کے چہرے پر کشمکش پڑھ لی تھی۔ اس لیے وہ خود ہی یہ کہہ کر واپسی کے لیے مڑ گئی۔

"اگر تمہیں میرا کمرے میں آنا اچھا نہیں لگا ہے تو میں سمجھ سکتی ہوں۔"

ان کی اس قدر صاف گوئی پر آریان ایک دم گڑبڑا گیا۔

"نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے۔" اس کے منہ سے بے ساختہ یہ فقرہ نکلا تھا۔

"پھر کیسی بات ہے؟" وہ پیچھے کو مڑی اور ان کا ایک ابرو اوپر کو اٹھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ اندر آجائے۔" اس نے بحث سے بچنے کے لیے یہ کہہ دیا اور دروازہ مکمل کھول کر اندر چلا گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے وہ بھی اندر آ گئیں۔

انہوں نے ایک نظر چاروں طرف گھمائی۔

"تمہارا کمرہ بہت اچھا ہے۔" ان کی آنکھوں میں ستائش صاف جھلکتی تھی۔

"شکریہ!" آریان خاموشی سے اپنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ وہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئیں۔ کچھ دیر خاموشی کے گزرے اس کے بعد جب وہ بولیں تو آریان کو ان کا لہجہ بہت سنجیدہ لگا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں جانتی ہوں اس وقت تمہارے خیالات میرے لیے اتنے اچھے نہیں ہونگے۔ میں یہ بھی جانتی ہوں تم میرے آنے سے خوش نہیں ہو۔ تمہیں لگ رہا ہو گا میں تمہاری ماں کی جگہ لینے آئی ہوں یا تمہارے باپ کو تم سے اب دور کر دوں گی۔ اگر تم واقعی میں یہ بات سوچ رہے ہو تو میں تمہیں آج یہ بتانے آئی ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں یہاں نہ کسی کی جگہ لینے آئی ہوں اور نہ ہی کسی کو کسی سے دور کرنے آئی ہوں۔"

آریان کے چہرے پر لمحے بھر کو ایک تلخ مسکراہٹ رینگی جسے اس نے چھپا لیا۔

"تم جانتے ہو میری تمہارے باپ سے پہلے بھی ایک شخص سے شادی ہوئی تھی۔" اس عورت نے تیس کا ہندسہ پار کیا ہوا تھا۔ اس لیے یہ بات جان کر اسے کوئی خاصا شاک نہیں لگا۔ وہ بولے گئیں۔ "شادی کے کچھ عرصے بعد ہی وہ شخص میری زندگی سے چلا گیا۔ میں نے اس سے شادی اپنے باپ کی رضامندی کے بغیر کی تھی۔ اس لیے جب وہ مر گیا تو اپنے باپ کے پاس واپس آگئی۔ انہوں نے مجھے رہنے کو جگہ تو دے دی مگر کبھی معاف نہیں کیا۔ وہ ساری عمر مجھ سے ناراض رہے۔ انہوں نے مجھے ہمیشہ اپنی مرضی سے شادی کی سزا دی۔"

ان کی آواز بھیگتی جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میری ماں نے بھی میرے باپ کی طرح میرا ساتھ نہیں دیا۔بہن بھائی میرا کوئی تھا نہیں جس سے میں بات کرتی یوں میں نے ایک عمر ماں باپ کے ہوتے ہوئے تنہا گزار دی۔"

آریان اس عورت کے چہرے کے ایک ایک نقش کو غور سے دیکھتا رہا۔اسے اچانک اس عورت میں اپنا عکس دکھائی دیا۔وہ بھی تو باپ کے ہوتے ہوئے تنہا زندگی گزار رہا تھا۔

"پہلے شوہر سے میری کوئی اولاد نہیں تھی۔لوگوں کو لگتا تھا میں ماں نہیں بن سکتی ہوں۔اس لیے کوئی بھی مجھ جیسی بانجھ بیوہ سے شادی کرنے سے کتراتا تھا لیکن ایک دن تمہارے ڈیڈ مجھے ملے۔انہوں نے مجھے شادی کے لیے

باقاعدہ پرپوز کیا اور میرا ہاتھ میرے ماں باپ سے مانگا۔ماں باپ کو کیا انکار ہو سکتا تھا یوں میری شادی تمہارے ڈیڈ سے ہو گئی۔"

بولتے بولتے وہ رکی۔ پھر انہوں نے آریان کے ہاتھوں کو تھام لیا۔

"تمہارا باپ بہت اچھا انسان ہے آریان! پلیز اسے مجھ سے دور مت کرو۔ اگر تم نے انہیں مجھ سے دور کیا یا انہوں نے مجھے چھوڑ دیا تو اب کی بار شاید میرا باپ مجھے گھر میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ تمہیں مجھ سے کوئی مسئلہ ہے تو صاف صاف بولو مگر یوں اپنے باپ کو مجھ سے دور کر کے وہ مت کرو جو میں سہہ نہیں پاؤں گی۔ پلیز!"

اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے وہ منت سے آریان کو دیکھ رہی تھی۔ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر گالوں کو گیلا کر رہے تھے۔آریان بری طرح سٹپٹا گیا تھا۔

"یہ کیا کر رہی ہے آپ؟میرا ہاتھ چھوڑیں!"وہ اپنے ہاتھ چھڑانے لگ گیا۔

"جب تک تم میری یقین دہانی نہیں کرواؤں گے میں ہاتھ نہیں چھوڑوں گی۔"وہ کسی ضدی بچی کی طرح بول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔میں بس ان سب کے لیے تیار نہیں تھا۔آپ پلیز میرا ہاتھ چھوڑ دیں آنٹی!"

"آنٹی نہیں امی جان بولو!"انہوں نے فوراً سے اسے حکم دیا۔

"جی جی امی جان!"جیسے ہی اس نے انہیں امی جان بولا انہوں نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بڑے پیار سے اسے دیکھنے لگی۔

"مجھے ہمیشہ سے چاہ تھی کہ کوئی مجھے یوں ماں کہہ کر پکارے۔تم نے میری یہ چاہت پوری کر دی میرے بیٹے!"

یہ کہہ کر وہ بیڈ پر سے کھڑی ہو گئی اور آریان کے بالوں پر ہاتھ پھیرے۔

"ویسے ایک بات بولوں۔ مجھے تمہارا نام بہت پسند ہے۔ یہ مجھے میری ایک پیاری سی دوست کی یاد دلاتا ہے۔"

آریان اس پر کیا ہی کہتا اس لیے اس نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔

"ڈنر کے وقت اب کمرے میں بند نہ رہنا۔ میں نے سوچا ہے آج ہماری فیملی باہر جا کر ڈنر کرے گی۔"

www.novelsclubb.com

یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ آریان اپنے بیڈ پر بیٹھا بس دروازے کو ہی تکتا رہ گیا جہاں سے وہ نکلی تھیں۔

آخر وہ چیز کیا تھیں؟!

****

اس دن امی جان کی باتوں نے اس کے دل میں ان کے لیے ایک نرم گوشہ بنایا تھا۔ وہ جانتا تھا اپنوں کے ہوتے ہوئے اکیلا رہ جانا کیسا ہوتا ہے۔ اس لیے ساری منفی سوچوں کو جھٹلا کر وہ ان سے صحیح سے بات کرنے لگ گیا۔ دوسری طرف امی جان بھی اس پر واری جاتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وقت گزرنے کے ساتھ امی جان کے رویے نے پوری طرح آریان کے دل میں اپنا تسلط جمالیا تھا۔اب امی جان اسے اپنی سگی ماں جتنی ہی پیاری ہو گئی تھی۔

امی جان اس کا اس قدر خیال رکھتی تھی کہ کبھی کبھار اسے لگتا تھا کہ وہ ان کا سوتیلا نہیں سگا بیٹا ہے جو کسی میلے میں بچھڑ گیا تھا۔امی جان اس کا اور ڈیڈ کا ہر کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتی تھی۔ناشتے اور ڈنر کے علاوہ لنچ بھی وہ اس کے ساتھ ہی کرتی تھی۔لنچ کے دوران وہ اس سے اس کے پورے دن کا حال واحوال پوچھتی تھیں۔

انٹر کر لینے کے بعد اس نے جب یونیورسٹی میں داخلہ لینے کا سوچا تو امی جان سے پوچھ کر ہی اپنے تمام مضامین طے کیے۔اس نے اپنے تمام چھوٹے چھوٹے معاملات پر انہیں شامل کرنا لازمی بنالیا تھا۔

باپ کی دی ہوئی تنہائی کو امی جان اس قدر اچھے سے پورا کر رہی تھی کہ اسے باپ کی کمی کم محسوس ہونے لگ گئی۔اس کا دل اپنے باپ سے بری طرح بد ظن ہو گیا تھا۔وہ تو ایک پل کے لیے بھی شادی کے بعد اپنے بیٹے کو کوئی صفائی، کوئی وجہ بتانے نہیں آئے تھے۔امی جان غیر تھی مگر انہوں نے پھر بھی اسے ہمیشہ ترجیح دی تھی۔انہوں نے ہی شادی کی اگلی شام آکر اسے سمجھایا تھا ورنہ انہیں کیا پڑی تھی۔وہ چاہتی تو اس کے باپ کو مکمل طور پر اس سے چھین لیتی اور اسے باہر سڑک پر پھینک دیتی۔

www.novelsclubb.com

امی جان کا رویہ بس آریان کے ساتھ ہی اتنا اچھا نہیں تھا بلکہ گھر کے تمام ملازمین بھی ان کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ آریان نے اکثر انہیں اکیلے میں ملازمہ اور نوکروں کو کچھ پیسے دیتے ہوئے دیکھا تھا۔ جب آریان امی جان سے وجہ پوچھتا تو وہ ہمیشہ کہتی ملازموں کو پیسوں کی ضرورت تھی۔ پیسے پڑے رہنے سے بہتر ہے کہ انہیں کسی اچھی جگہ پر لگایا جائے۔

ان کی ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی دل میں جگہ بنا لیتی تھی۔ جہاں یہ سب ہو رہا تھا وہی پر آریان یہ بھی محسوس کر رہا تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا باپ کسی گہری پریشانی میں مبتلا ہے۔ آریان کو تو پھر وہ زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے مگر وہ امی جان سے بھی خاصے دور رہنے لگ گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

اس وجہ سے اسے امی جان کا چہرہ بھی کچھ ویران دکھائی دینے لگ گیا تھا۔وہ جب بھی ان سے اس بارے میں بات کرتا تو وہ پیاری سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے ٹال دیتی۔جانے گھر میں ہو کیا رہا تھا؟

****

جہانگیر صاحب کی راتوں کی نیندیں اڑ چکی تھیں۔وہ جب بھی سوتے انہیں خواب میں اپنے مرے ہوئے ماں باپ اور بھائی دکھائی دیتے۔وہ سب ان پر ملامت کر رہے ہوتے تھے۔

www.novelsclubb.com

ان کا دل کا بوجھ جو کچھ عرصے کے لیے کم ہوا تھا اب مزید بڑھتا جا رہا تھا۔انہیں اب اپنی دوسری شادی بھی جلد بازی میں ہونے والا غلط فیصلہ معلوم ہونے لگ گیا تھا۔بظاہر تو ان کی دوسری بیگم بے ضرر لگتی تھی مگر جانے کیوں اسے دیکھ کر ہمیشہ لگتا تھا جیسے یہ عورت ان کا تختہ الٹنے کے لیے ایک فوج تیار کر رہی ہے۔

جہانگیر بعض اوقات اسے بس اپنا وہم سمجھتے مگر کبھی بھی یہ وہم جب ان پر پوری طرح حاوی ہوتا تو وہ اسی رو میں اپنی دوسری بیگم سے لڑائی کر لیا کرتے تھے۔لڑائی کا سلسلہ بس تلخ کلامی پر ہی محدود تھا۔ابھی تک مار پیٹ کی نوبت نہیں آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

جہانگیر کا ذہنی سکون بری طرح برباد ہو گیا تھا۔ گھر آفس یہ سب انہیں بہت برا لگنے لگ گیا تھا۔ وہ چاہتے تھے وہ کسی طرح پوری دنیا سے چھپ جائے۔

ان ہی سب میں انہوں نے ایک فیصلہ لیا وہ فیصلہ جو انہیں بہت پہلے لینا چاہیے تھا کیونکہ اب بہت دیر ہو گئی تھی۔

****

www.novelsclubb.com

ایک دن وہ ذرا جلدی گھر آ گیا تھا۔ اس کے پیپرز ہونے والے تھے اور یہ اس کی ڈگری کا آخری سال تھا۔ یونیورسٹی میں اس کی تمام کلاسز ہو گئی تھیں۔

اس لیے وہ یہ سوچ کر آیا تھا کہ گھر جا کر وہ آرام سے اپنے کمرے میں پڑھائی کر لے گا لیکن جب وہ اندر آیا تو اسے با آواز کوئی روتا ہوا سنائی دیا۔اس نے آواز کا تعاقب کیا تو یہ آواز امی جان کے کمرے سے آ رہی تھی۔وہ جب کمرے کے اندر گیا تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔اس کی نظروں کے سامنے امی جان زمین پر بیٹھی بیڈ کے گدے پر منہ چھپائے رو رہی تھی جبکہ دوسری طرف امی جان کی ملازمہ سپاٹ تاثرات کے ساتھ ان کے پاس کھڑی ہاتھوں میں گلاس لیے ہوئے تھی۔

آریان بھاگتا ہوا امی جان کے پاس آیا اور گھٹنوں کے بل ان کے پاس بیٹھ گیا۔

"امی جان! کیا ہوا ہے آپ رو کیوں رہی ہے؟"

www.novelsclubb.com

امی جان جو زور و شور سے رو رہی تھیں جب انہوں نے اس کی آواز سنی تو یکدم تھم گئیں۔انہوں نے اپنا چہرہ اوپر کیا اور اپنے گیلے گالوں کو ہاتھ کی مدد سے صاف کرنے لگ گئی اور مسکرانے کی ناکام کوشش کرنے لگ گئیں۔

"آریان بیٹا! آپ اتنی جلدی کیسے آ گئے؟"

آریان نے کوئی جواب نہیں دیا۔اس کی نگاہ امی جان کے چہرے پر گئی جہاں سرخ رنگ کے انگلیوں کے نشان ثبت تھے۔

www.novelsclubb.com

امی جان نے بھی محسوس کر لیا تھا وہ کیا دیکھ رہا ہے۔اس لیے انہوں نے اپنا چہرہ چھپانے کی بھرپور کوشش کی۔

"امی جان! آپ پر کس نے ہاتھ اٹھایا ہے؟" وہ جب بولا تو خود بھی حیران تھا۔اس کی اواز میں طیش بھرا ہوا تھا۔

"کسی نے نہیں! تم جاؤ تمہیں کوئی کام ہو گا۔" وہ دوبارہ سے مسکرائی اور اٹھ کر کھڑی ہونے لگ گئی۔

www.novelsclubb.com

"امی جان آپ بات کو یوں ٹال نہیں سکتی ہے۔آپ بتائیں مجھے آپ کے ساتھ ہوا کیا ہے؟" وہ کسی ضدی بچے کی طرح ان کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ بول پاتی ملازمہ بولی۔

"آپ انہیں بتا کیوں نہیں دیتی ہے بیگم صاحبہ آپ کو بڑے صاحب نے تھپڑ مارا ہے۔"

آریان پہلے تو بات سمجھ ہی نہیں پایا مگر جب اس کے دماغ میں یہ بات بیٹھی تو اس کے کان کی لو تک سرخ پڑ گئیں جبکہ دوسری طرف امی جان نے ملازمہ کو گھور کر دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تم سے کسی نے پوچھا ہے جا کر اپنا کام کرو۔ چلو!" آریان نے پہلی دفعہ امی جان کو یوں اونچی اواز میں بات کرتے سنا تھا ورنہ وہ تو بہت دھیمے مزاج کی عورت تھی۔ وہ اونچی آواز میں بات بھی اپنے شوہر کے دفاع میں کر رہی تھی۔ اسی شوہر کے لیے جس نے ان کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔

ملازمہ سر جھکائے چلی گئی پھر وہ آریان کی جانب مڑیں۔

"اس کی باتوں پر تم دھیان نہیں دو۔ اگلے مہینے سے تمہارے امتحانات شروع ہونے والے ہیں، جا کر ان کی تیاری کرو۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن امی جان ڈیڈ نے یہ کرنے کا سوچا۔۔" انہوں نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تم ان سب کے درمیان میں مت پڑو آریان! میاں بیوی میں ہزاروں باتیں ہوتی ہے۔ تم ابھی چھوٹے ہو۔اس لیے سمجھ نہیں پاؤ گے۔ ویسے بھی وہ تمہارے ڈیڈ ہیں۔ان کے بارے میں تمیز سے بات کرو۔"

"پھر بھی امی جان انہیں سمجھانا تو ہو گا نا!" وہ ابھی بھی اپنی بات پر قائم تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں میری قسم ہے آریان، تم اپنے باپ سے اس تھپڑ کے متعلق کوئی بات نہیں کرو گے۔ وہ پتہ نہیں کیا سوچیں گے کہ میں تمہیں ان سے بد ظن کر رہی ہوں۔ ویسے بھی میں سوتیلی ماں ہوں تمہارے لیے جتنا ہی بھلا سوچوں گی لوگوں کو تو یہی لگے گا کہ میں کوئی نہ کوئی فرق تو ضرور رکھ رہی ہوں۔" آخری بات انہوں نے بہت غمگیں لہجے میں کہی تھی۔

ان کی یہ بات سن کر اسے بھی افسوس ہوا۔ جانے بیچاری امی جان کو اس کی وجہ سے ڈیڈ کون کون سے طعنے دیتے ہونگے اور وہ یہ سب اسے بس لیے نہیں بتا رہی تھیں کہ کہیں وہ اپنے باپ سے بد ظن نہ ہو جائے۔

www.novelsclubb.com

امی جان نے اسے قسم دے دی تھی۔ اس لیے مزید کچھ بھی کہے بغیر وہ اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گیا۔

****

وہ سارا دن اسی فکر میں گھلتا رہا آخر ایسی کونسی بات ہے جس کی وجہ سے امی جان اور ڈیڈ کے درمیان اتنے اختلافات بڑھ گئے ہیں کہ ڈیڈ نے امی جان پر ہاتھ بھی اٹھالیا ہے۔رات کو امی جان نے ملازمہ کے ذریعے اس تک ڈائننگ ہال میں آکر کھانا کھانے کا پیغام بھیجا۔وہ اس وقت خاصے دباؤ کا شکار تھا۔اگر ڈیڈ بھی میز پر بیٹھے ہوئے تو اسے ڈر تھا کہ وہ اپنا کنٹرول کھو دے گا۔اس صورت میں امی جان اور ڈیڈ کے درمیان مزید غلط فہمی بڑھ جاتی۔

www.novelsclubb.com

اس لیے اس نے ملازمہ کے ہاتھوں امی جان کو ڈنر کے لیے منع کر دیا۔

ملازمہ جب بات سن کر جانے لگی تبھی اس کے ذہن میں ایک بات آئی۔اس نے ملازمہ کو فوراً روکا۔

"سنو!"

"جی؟"ملازمہ جو جانے والی تھی اپنے چھوٹے صاحب کے دوبارہ بلانے پر کچھ چونک گئی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں پتہ ہے صبح کیا ہوا تھا؟"اس نے کچھ جھجھکتے ہوئے پوچھا تھا۔

"نہیں چھوٹے صاحب مجھے سب کچھ نہیں پتہ ہے کیونکہ جب بیگم صاحبہ اور بڑے صاحب کا جھگڑا ہو رہا تھا تو کمرے کا دروازہ بند تھا۔ آوازیں صحیح سے سنائی نہیں دے رہی تھی مگر جب صاحب جانے لگے اور بیگم صاحبہ نے انہیں روکا تو انہوں نے ان کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔"

ملازمہ کی بات سن کر آریان نے گردن ہلا دی۔ اس نے یہ بات بہت گھبراتے ہوئے بتائی تھی۔ شاید وہ ڈر رہی تھی امی جان نہ سن لے۔

آریان چند پل کے لیے سوچتا رہا۔ پھر اپنی پینٹ کی جیب میں سے پانچ پانچ ہزار کے کئی نوٹ نکال کر ملازمہ کے ہاتھ میں رکھ دیے۔ ملازمہ تو ایک دم بوکھلا گئی۔

"چھوٹے صاحب یہ کیا کر رہے ہیں؟!"

آریان نے اس کی بوکھلاہٹ پر زیادہ دھیان نہیں دیا۔

"یہ پیسے رکھو اور میرا ایک کام کرو۔ تم بس مجھے یہ بتاتی رہنا ڈیڈ اور امی جان کی کب لڑائی ہوئی ہے۔ یہ جاننے کی بھی کوشش کرتی رہنا آخر وہ دونوں لڑکیوں رہے ہیں۔ سمجھی؟!"

www.novelsclubb.com

"نہیں چھوٹے صاحب میں یہ پتہ نہیں لگا پاؤں گی بیگم صاحبہ اور بڑے صاحب کی لڑائی کیوں ہو رہی ہے۔آپ مجھے معاف کردے۔" ملازمہ نے پیسے آریان کے ہاتھ میں تھمائے۔

"کم از کم یہ تو بتا ہی دو گی نا کہ ڈیڈ اور امی جان کی لڑائی کب ہوئی ہے یا یہ بھی نہیں کر پاؤ گی۔" آریان نے دانت پیستے ہوا کہا۔

"یہ کرلوں گی صاحب مگر۔۔" اس سے پہلے ملازمہ دوبارہ انکار کرتی آریان نے اس کی بات ہی کاٹ ڈالی۔

www.novelsclubb.com

"بس! میں نے جتنا کہنا تھا کہہ دیا۔اب خاموشی سے جا کر اپنا کام کرو۔"اس کے لہجے میں ایسا دبا تھا کہ ملازمہ واقعی میں ایک لفظ کہے بنا رفو چکر ہو گئی۔

آریان نے ایک گہرا سانس باہر کو نکالا۔

****

www.novelsclubb.com

ایک مہینے بعد وہ اپنے پیپرز میں مصروف ہو گیا۔اس دوران ملازمہ اسے بتاتی رہی کہ گھر میں کب امی جان اور ڈیڈ کے درمیان لڑائی ہوئی ہے اور کب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

معاملات زبان سے نکل کر ہاتھوں پر آئے ہیں لیکن وجہ اس نے ابھی تک نہیں بتائی تھی۔

خود آریان کو بھی کوئی وجہ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ آخر ایسی کونسی وجہ ہے جس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان اتنے اختلافات ہو گئے ہیں۔ پہلے تو سب صحیح تھا۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ آئیڈیل میاں بیوی کی طرح رہ رہے تھے۔ اب جب ان کی شادی کو اتنا عرصہ گزر گیا ہے تو ان کا رشتہ مزید مضبوط ہونے کی بجائے کمزور ہوتا جا رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

امی جان تو تحمل مزاج عورت تھی۔ جو عورت اپنے سوتیلے بیٹے کے ساتھ اتنا اچھا سلوک رکھتی ہے وہ اپنے شوہر کے ساتھ برا کرنے کا سوچ بھی کیسے

سکتی ہے۔ہاں اس کے باپ کی غلطی ضرور ہو سکتی ہے۔ضرور وہی کہیں نا کہیں امی جان کے ساتھ زیادتی کر رہے ہونگے۔

وہ اس معاملے پر مزید کوئی کام کرنا چاہتا تھا مگر پھر اس نے اس معاملے کو اپنے پیپرز ختم ہونے تک ملتوی کر دیا۔پیپرز ختم ہونے کے بعد وہ آرام سکون سے دونوں کے ساتھ بات کر کے ان کے مسئلے حل نکالے گا۔

جب امتحان کا وقت آیا تو وہ اس قدر مصروف ہو گیا کہ اس کی زندگی کا محور بس اس کی پڑھائی ہی رہ گئی۔اس دوران گھر میں چلتے مسائل اس کی زندگی سے کچھ دیر کے لیے غائب ہو گئے۔اسے یہ تک دکھائی نہیں دیتا تھا صبح ناشتے اور ڈنر کے دوران ڈائننگ ٹیبل پر تناؤ چھایا ہوتا تھا۔

www.novelsclubb.com

تقریباً ایک مہینے بعد اس کے امتحانات ختم ہوئے۔ وہ اپنا آخری پیپر دینے کے بعد اپنی یونیورسٹی کے دوستوں کے ساتھ باہر لنچ پر چلا گیا۔ لنچ کے بعد وہ اور اس کے دوست سیر و تفریح کے لیے نکل گئے۔ یوں جو ایک مہینے اس کا جس ذہنی دباؤ کا شکار رہا تھا وہ بالکل ختم ہو گیا۔ وہ کافی تر و تازہ رات کو گھر پہنچا۔ اس نے سوچا تھا گھر جا کر وہ سیدھا اپنے بیڈ روم میں جا کر سو جائے گا۔

لیکن جب وہ گھر میں آیا تو اسے گھر میں دو لوگوں کی چلاتی آواز سنائی دی۔ آواز اوپر کی منزل سے آ رہی تھی۔ پہلے تو وہ چند پل کے لیے ٹھہر گیا پھر وہ جلدی جلدی سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا تو اس نے دیکھا یہ آوازیں اسٹڈی روم سے آ رہی تھی۔ وہ اندھا دھند بھاگ کر جب اسٹڈی روم میں آیا تو اسے امی جان اور ڈیڈ دونوں ایک دوسرے پر چلاتے دکھائی دیے۔

"تم میرے فیصلے پر بولنے والی ہوتی کون ہو؟" یہ وہ پہلی بات تھی جو صاف صاف آریان کو سنائی دی۔امی جان ان کی بات کے جواب میں بولی۔

"میں بیوی ہوں آپ کی! اگر آپ کوئی حماقت بھرا فیصلہ کرے تو میرا فرض بنتا ہے میں آپ کو روکوں۔"

امی جان کی آنکھوں آنسو بہہ کر ان کے گالوں کو تر کر رہے تھے مگر ان کی آواز میں نمی کی بجائے طیش تھا۔پھر انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑا کاغذ تھوڑا بلند کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ جن چیزوں کو اپنے مرے ہوئے بھائی کے بچوں کے نام کر رہے ہیں۔ وہ ان کا نہیں بلکہ آپ کے بیٹے آریان کا حق ہے۔"

آریان کو جھٹکا لگا۔ کیا اس کا باپ اپنی جائیداد رحیم چچا کے بچوں کے نام کر رہا تھا۔

"ہاں کر رہا ہوں میں یہ سب اپنے بھائی کے بچوں کے نام کیونکہ ان پر صرف ان لوگوں کا حق ہے آریان کا نہیں!" جہانگیر کی بات سن کر اس کے دل میں چابک گھپ گیا۔ اس کا وہ باپ جو کبھی اسے پیار نہیں دے پایا تھا اب جائیداد کو بھی اس کے نام نہیں ہونے دے پا رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ آریان کے ساتھ یہ زیادتی کیسے کر سکتے ہیں؟" انہوں نے چلاتے ہوئے پوچھا۔

"یہ جو تم اتنا اچھل رہی ہو یہ سب آریان کی وجہ سے ہے یا تمہیں خود اس مال پر ناگن بن کر بیٹھنا ہے؟" جہانگیر صاحب کی یہ بات سن کر امی جان نے تڑپ گئی۔

"آپ میری نیت پر شک کر رہے ہیں؟" ان کے لہجے میں اب کی بار نمی واضح تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری نیت پر، مجھے تو اب تم پر ہی شک ہونے لگ گیا ہے۔ جانے تم میرے بیٹے سے چاہتی کیا ہو۔ وہ تمہارا سگا بیٹا نہیں ہے پھر بھی اتنی فکر۔۔۔"

"چلیے جھوٹی ہی صحیح کم از کم انہیں میری فکر تو ہے۔ آپ کی طرح تو مجھے ملازموں کے حوالے انہوں نے نہیں کیا نا!" اس سے آگے آریان برداشت نہیں کر پایا۔ وہ بھی اس لڑائی میں کود پڑا۔

اس کی آواز سنتے ساتھ ہی جہانگیر اور امی جان دونوں نے اس کی طرف چونک کر دیکھا۔ وہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ وہ کب سے یہی پر کھڑا تھا۔

آریان قدم قدم چلتا ہوا آیا اور امی جان کے پیچھے مضبوط ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا۔

"ان کا خون نہ سہی مگر دیکھیں انہیں میری کتنی فکر ہے۔ صرف میرے حق کی خاطر وہ آپ سے لڑ رہی ہے اور آپ!" وہ پل بھر کے لیے رکا۔ "آپ سگے ہوتے ہوئے بھی میرے حق کو دوسروں کے ہاتھوں نیلام کر رہے ہیں۔"

جہانگیر اس کی یہ باتیں سن کر بھڑک اٹھے۔

www.novelsclubb.com

"تم اسے جانتے نہیں ہو۔اس لیے اس کی وکالت کر رہے ہو۔ جس دن تم اسے جان جاؤ گے ناں تب تمہیں پتہ چلے گا تم کتنی بڑی حماقت کر رہے ہو۔"

آریان کچھ کہنے کے لیے دوبارہ لب کھولنے لگا مگر امی جان نے فوراً اس کا ہاتھ دبایا۔

"آریان ابھی ہم دونوں بڑے بات کر رہے ہیں۔ تمہیں بیچ میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔جاؤ اپنے کمرے میں جاؤ۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن امی جان یہ شخص میرے حق کو مجھ سے چھین رہا ہے۔" آریان کی یہ بات سن کر امی جان فوراً طیش میں بولیں۔

"تمیز سے بات کرو، باپ ہے وہ تمہارے اور میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہارا حق تم سے نہیں چھینے گا۔"

امی جان کی بات سن کر جہانگیر ایک دم سے قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

www.novelsclubb.com

"واہ بیگم واہ میرے بیٹے کو مجھ سے ہی بدگمان کر کے تم نے کیا خوب کھیل کھیلا ہے اور جس حق کی یہ بار بار بات کر رہا ہے ناں تو اسے یہ بتا دو کہ یہ حق

اس کا ہے ہی نہیں، یہ رحیم کی جائیداد کا حصہ ہے جس پر میں ناجائز قابض تھا۔ میں غلطی کر چکا ہوں مگر ساری عمر اس غلطی کا خمیازہ نہیں بھگتوں گا۔"

"آپ کا بھائی مر چکا ہے۔ خدارا اس کی موت کا ماتم چھوڑ دے۔ اس کا خیال آپ کو پہلے آ جانا چاہیے تھا۔ اب آپ یوں خیال کرتے ہوئے اچھے نہیں لگ رہے ہیں۔" امی جان کی بات جہانگیر صاحب کو اس قدر بری لگی کہ وہ ان کی طرف لپکے اور ان کے بالوں کو پکڑ لیا۔ امی جان درد سے کراہنے لگی مگر انہیں کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اپنی اوقات میں رہا کرو، تیس ہزار کمانے والی معمولی سی سیکرٹری!"

امی جان کو یہ بات گالی کی طرح لگی۔

"اگر میں تیس ہزار کمانے والی عام سی سیکرٹری ہوں تو اپنے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو ہر رات رنگین کرنے دوسری عورتوں۔۔" مسز جہانگیر کو بات مکمل کرنے سے پہلے ہی جہانگیر نے ان کا گلا پکڑ کر دبانے لگا۔

آریان جو پہلے شاک سے بت بنا کھڑا تھا جب اپنے باپ کو امی جان کا گلا دباتے دیکھا تو فوراً ان کے پاس آیا اور ان کا گلے پر سے ہاتھ ہٹانا چاہا۔

"ڈیڈ! ڈیڈ! چھوڑیں انہیں!" وہ تمام طاقت لگا کر جہانگیر کا ہاتھ امی جان کے گلے پر سے ہٹانے لگا مگر جہانگیر پر تو جنون سوار تھا۔انہوں نے ایک زور دار دھکا آریان کو دیا۔

"میں اس عورت کو آج بتا کر چھوڑوں گا میں آخر ہوں کیا!"

امی جان کا پورا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں باہر کو نکل رہی تھی اور ہاتھ پاؤں دم گھٹنے کی وجہ سے پھڑ پھڑا رہے تھے۔

آریان کو سمجھ نہ آئی وہ کیا کرے۔ اسے ایک دم ایک بھاری گلدان پاس رکھا دکھائی دیا۔ جانے آریان نے کیا سوچ کر اسے اٹھایا اور آگے بڑھ کر جہانگیر کے ہاتھ پر مارنا چاہا۔

www.novelsclubb.com

اس کا نشانہ لیکن چوک گیا اور وہ گلدان ہاتھ میں لگنے کی بجائے جہانگیر کے سر پر لگ گیا۔

جہانگیر لڑکھڑا کر پیچھے کو ہوئے اور پھر زمین پر ڈھ گئے۔ ان کے سر سے خون کے فوارے چھوٹ گئے۔ آریان ایک دم ساکت ہو گیا۔ ایسے جیسے وہ انسان نہیں بس مٹی کا کوئی بے جان پتلا ہو۔

مسز جہانگیر اس وقت اپنا سانس درست کر رہی تھی۔ جب انہوں نے کچھ ہوش سنبھالا تو جہانگیر کو یوں گرا ہوا دیکھ کر وہ بے اختیار چلائی۔

"جہانگیر!"

ان کی نظر آریان کے ہاتھ میں موجود خون آلود گلدان پر گئی اور پھر ساری گتھی سلجھ گئی۔وہ ہیجانی کیفیت میں آریان کے پاس آئی اور اسے جھنجھوڑنے لگ گئی۔

" گھٹیا انسان! تم نے یہ کیا کر دیا؟میرے شوہر کے ساتھ تم نے یہ کیسے کیا؟"وہ چلا چلا کر بول رہی تھی۔

"وہ۔۔آپ کو۔۔۔مار دیتا!"آریان نے اپنا دفاع کرنا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے مار رہا تھا تو مرنے دیتے۔ ہمارے درمیان ایسے بہت سے جھگڑے ہوئے تھے جس میں وہ میرا گلہ دباتے تھے۔ تمہیں کیا ضرورت تھی درمیان میں آنے کی!" وہ چلا کر بولی۔

پھر انہوں نے مڑ کر جہانگیر کو دیکھا جو بے ہوش تھے۔ ان کے سر سے نکلتے خون نے فرش کو بھی گندا کر دیا تھا۔

"میں انہیں ہسپتال لے کر جا رہی ہوں۔ دعا کرو یہ بچ جائے ورنہ تمہیں تو میں سلاخوں کے پیچھے پہنچا کر ہی دم لوں گی۔"

www.novelsclubb.com

انہوں نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور پھر اسٹڈی سے باہر چلی گئی۔

آریان وہی پریشان کھڑا رہ گیا۔

****

وہ دونوں ہسپتال کی راہداری میں کھڑے تھے۔ مسز جہانگیر بار بار ہاتھوں کو مسل رہی تھی جبکہ آریان خوفزدہ کھڑا تھا۔ وہ ہلکی سی آہٹ پر ہی ڈر رہا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں پولیس اسے گرفتار کرنے نہ آجائے۔

www.novelsclubb.com

وہ دونوں یونہی کھڑے تھے جب ڈاکٹر ان کے پاس آیا۔

"خون زیادہ بہنے کی وجہ سے ہم آپ کے مریض کو بچا نہیں پائے۔"

یہ سننے کی دیر تھی آریان کو اپنے ارد گرد سب کچھ سناٹے میں جاتا دکھائی دیا۔اس کا باپ بھی اسے ماں کی طرح چھوڑ کر چلا گیا تھا۔اس کا باپ اس دنیا سے چلا گیا۔اس کا باپ چلا گیا۔

اس کا ذہن اسی سطر کو بار بار دہر اتا رہا۔پھر ایک دم کسی نے اسے کھینچ کر اپنی جانب کیا۔وہ گھبرا گیا۔

www.novelsclubb.com

"تم نے میرے شوہر کو مار دیا۔تم نے میرے شوہر کو مار دیا۔"

مسز جہانگیر اس کا گریبان پکڑے باآواز بولے جارہی تھی۔اس کے سینے پر مکے برساتے ہوئے انہیں اندازہ ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ دنیا والوں کے سامنے ایک تماشا لگا رہی ہے اور آریان وہ اس سوچ میں مگن تھا اسے کیا محسوس کرنا ہے۔دکھ،پچھتاوا،احساس جرم،ندامت یا شرمندگی؟

****

دو دن گزر چکے تھے جہانگیر صاحب کو اس دنیا سے گئے ہوئے۔پورے گھر پر سناٹوں کا راج تھا۔ایسے میں آریان ملگجی حالت میں اپنے کمرے سے باہر نکلا۔

دو دنوں سے وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔آریان تھکی تھکی حالت میں راہداریاں پار کرتا امی جان کے کمرے کے باہر پہنچا۔دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ اپنی ماں کو بیڈ پر بیٹھا دیکھ سکتا تھا۔انہوں نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پر نیٹ کا ڈوپٹہ لیا ہوا تھا جو بالوں پر ڈھکا ہونے کے باوجود انہیں ظاہر کر رہا تھا۔وہ بس خلا کو ہی گھورے جا رہی تھیں۔

ہسپتال والے واقعے کے بعد وہ مسز جہانگیر سے بری طرح کترا رہا تھا۔کفن دفن کے معاملات اور ان میں بھاگ دوڑ بھی ملازموں نے کی تھی۔وہ تو دروازہ بند کر کے کمرے میں گھس گیا تھا۔معاملے کو پولیس کیس بننے سے بچایا بھی ڈیڈ کے مینجر نے تھا۔اس نے یہ کام امی جان کے کہنے پر کیا تھا۔آریان کو یہ بات سمجھ نہیں آئی تھی امی جان نے آخر ایسا کیوں کیا؟ وہ تو اسے خود جیل پہنچانا چاہتی تھی اور اب یوں ان سب سے بچا بھی لیا لیکن اس نے اس بات کو پھر چھوڑ دیا۔

www.novelsclubb.com

آج وہ امی جان سے بات کرنے آیا تھا۔ وہ چاہتا تھا امی جان کے دل سے ساری بدگمانی دور کردے لیکن یہاں امی جان کو یوں بیٹھا دیکھ کر وہ سارا حوصلہ جو وہ جمع کر کے آیا تھا یکدم غائب ہو گیا۔ وہ بہت دیر تک کمرے کے باہر کھڑا رہا۔ پھر حوصلہ پکڑتے ہوئے وہ اندر آگیا۔

امی جان کو جب کمرے میں کسی اور کی موجودگی کا احساس ہوا تو انہوں نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ خاموش تھی مگر ان کی آنکھیں، وہ بہت کچھ بول رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

ایک پل کے لیے آریان نے اپنی ماں کی آنکھوں میں دیکھا لیکن پھر ان میں ابھرتی شکایتوں کو دیکھ کر وہ تاب نہ رکھ سکا اور نظریں چرا گیا۔

وہ زمین پر ان کے بالکل سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔

"امی جان، مجھے معاف کر دیں!"

اس کی بات سن کر جانے انہیں کیا ہوا وہ کھو کھلی ہنسی ہنس دی۔

www.novelsclubb.com

"تم معافی نہ مانگو، معافی تو شاید مجھے مانگنی چاہیے۔" انہوں ہنستے ہوئے یہ بات کہی۔ "تمہیں پتہ ہے سب سے زیادہ ڈر مجھے کس چیز سے لگتا تھا آریان؟"

انہوں نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ آریان سے پوچھا۔آریان ان کے سوال پر خاموش ہی رہا۔مسز جہانگیر خود ہی بولی۔

"مجھے سب سے زیادہ ڈر ہمیشہ تنہا رہنے سے آیا تھا۔میری تقدیر نے بھی کیا خوب لکھا تھا جس چیز سے ساری عمر ڈرتی رہی وہی میری قسمت بن گئی۔ مجھے ساری عمر تنہا رہنے کی سزا دے دی گئی۔مجھے ساری عمر تنہا رہنے کی سزا دے دی گئی۔"

www.novelsclubb.com

وہ ہنستے ہنستے گویا اعلان کر رہی تھی۔آریان نے انہیں نہیں ٹوکا۔وہ جانتا تھا اس وقت امی جان جو چاہتی ہے وہ بس دل کا غبار نکالنا ہے۔ہنستے ہنستے پل بھر

میں ہی ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔وہ بیڈ سے نیچے اتری اور پھر آریان کے کندھے پر سر رکھ کر رونے لگ گئی۔

"دیکھو آریان میں تنہا رہ گئی، میں تنہا رہ گئی، میں تنہا رہ گئی۔" یہ جملہ وہ کسی منتر کی طرح دہرا رہی تھیں۔

"امی جان، آپ یوں مت روئیں پلیز!" امی جان کو یوں روتا دیکھ کر احساسِ ندامت مزید جڑ پکڑنے لگ گیا۔

www.novelsclubb.com

تھوڑی دیر بعد وہ جب سنبھل گئی تو آریان کے کندھے پر سے ہٹی۔

اپنے ہاتھ سے اپنے گالوں اور آنکھوں کی نمی کو پونچھا۔

"آریان! تم ابھی جاؤ۔" انہوں نے تھکی ہوئے لہجے میں کہا۔

آریان تذبذب کا شکار ہو گیا۔ جب امی جان نے اسے جاتے نہ دیکھا تو تیز آواز میں بولیں۔

"آریان چلے جاؤ۔"

www.novelsclubb.com

آریان کو چار و ناچار جانا ہی پڑا۔

****

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اپنے بیڈ پر لیٹا سونے کی کوشش کر رہا تھا جب ملازمہ نے آکر اسے بتایا امی جان اسے بلا رہی ہیں۔ اسے یہ سن کر حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ وہ بے یقینی سی کیفیت کے ساتھ امی جان کے کمرے میں گیا۔

وہ کچھ دیر پہلے سے کافی پر سکون دکھائی دے رہی تھیں۔ پہلے کی طرح نہ وہ رو رہی تھی اور نہ ہی کسی اور دنیا میں گم تھی۔ انہوں نے جیسے ہی دیکھا آریان ان کے کمرے میں آیا ہے تو وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور آریان کے پاس قدم قدم بڑھنے لگی۔ آریان کمرے کی چوکھٹ پر ہی کھڑا انہیں اپنے پاس آتا دیکھتا رہا۔ پھر دو قدم کے فاصلے پر وہ رک گئیں۔

www.novelsclubb.com

"تم نے مجھ سے معافی مانگی تھی آریان؟!" بات سوالیہ معلوم ہوتی تھی مگر لہجہ نہیں۔

"ہاں!" اسے پتہ نہیں تھا وہ امی جان کو کیا جواب دے اس لیے بس لفظ ہاں پر اکتفا کیا۔

"میں نے اس معافی کے بارے میں بہت سوچا آریان لیکن ایک بات بتاؤ میں تمہیں معاف کیوں کروں؟ اس سے پہلے بھی جن لوگوں نے میرے ساتھ برا کیا انہیں میں نے معاف کر دیا تھا۔ ہر دفعہ میں ہی کیوں معاف کروں؟ ہر دفعہ میں ہی کیوں؟"

امی جان نے بات جس قدر مستحکم لہجے میں شروع کی تھی، آخری بات کہتے ہوئے اسی قدر کرب ان کے لہجے میں جھلکا تھا۔

"امی جان! میں جانتا ہوں آپ ڈیڈ کے جانے پر اداس ہے مگر آپ یہ بھی تو سوچیں کہ میں نے آپ کو بچانے کے لیے ڈیڈ کے سر پر واز مارا تھا ورنہ آپ میرا یقین کریں میرا ایسا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ آپ دونوں کی لڑائی میں میں آپ کو بچانے کے لیے کودا تھا۔" اس کا انداز سمجھانے والا تھا۔

"میں نے تمہیں نہیں کہا تھا تم جہانگیر کو مار ڈالو۔ تمہیں میرے لیے کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں تمہارے باپ کو جانتی ہوں۔ وہ مجھے مارنا نہیں چاہتا تھا اور یہ جو تم ہماری لڑائی کو آپس کی لڑائی کہہ رہے ہو تو کیا تم بھول

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گئے ہو تمہارا باپ کیا کرنے جارہا تھا۔اگر میں درمیان میں نہ آتی ناں تو اب تک تم سڑک پر بیٹھے ہوتے۔"ان کا لہجہ تلخ ہی تلخ تھا۔

اس بار آریان کو بھی غصہ آیا۔امی جان کوئی بات سمجھ ہی نہیں رہی تھی۔اب بہتر یہی تھا انہیں ان کے حال پر ہی چھوڑ دیا جائے۔

"اگر آپ نے اس بات کو لے کر بیٹھے ہی رہنا ہے نا تو شوق سے بیٹھی رہے۔میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے میں آپ کو صفائیاں دیتا پھروں۔"

www.novelsclubb.com

وہ یہ کہہ کر جانے لگ تھا جب امی جان کی آواز نے اس کے قدموں میں زنجیر ڈالی۔

"تمہیں مجھے صفائیاں دینے کی ضرورت بھی نہیں ہے، بہتر ہو گا تم یہ صفائیاں پولیس کو دینا۔ وہی تمہاری صفائیاں شوق سے سنے گی۔"

آریان فوراً سے مڑا اور مسز جہانگیر کے چہرے کو دیکھا۔

"آپ ایسا کچھ نہیں کرے گی۔" اس نے کھوکھلی آواز میں کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں ایسا ضرور کروں گی۔ تمہاری وجہ سے پہلے میں نے اپنی ازدواجی زندگی خراب کی، اس کے بعد اپنے شوہر کو بھی تمہارے ہاتھوں کھودیا۔ بجائے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میرے شکر گزار ہونے کہ اب تم مجھے یوں آنکھیں دکھاؤ گے تو بہتر ہو گا تمہیں تمہارے اصلی مقام پر ہی پہنچا دیا جائے۔"

وہ مزید کچھ آگے بڑھیں اور کمرے کا دروازہ بند کرنے لگی۔ دروازہ بند کرتے کرتے ایک دم سے ان کے ہاتھ رکے۔

"آج رات تک فیصلہ کر لینا کیا یونہی اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہوئے تمہیں جیل جانا ہے یا میرا شکر گزار رہ کر یہ زندگی کاٹنی ہے۔"

www.novelsclubb.com

اس کے بعد دروازہ زور سے اس کے منہ پر بند کر دیا گیا۔ آریان کافی دیر تک بند دروازے کو تکتا رہا۔

****

جوں جوں وقت گزرتا جارہا تھا اس کے اضطراب اور بے چینی میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔وہ ایک مشکل دوراہے پر کھڑا تھا۔باپ کو مارنے پر خود بھی احساسِ جرم میں گھرا ہوا تھا مگر وہ یہ بات جانتا تھا اس نے یہ سب حادثاتی طور پر کیا تھا۔یہ سب جان بوجھ کر نہیں ہوا تھا۔امی جان بھی یہ جانتی تھی مگر وہ اپنی بات پر جیسے اڑ گئی تھیں۔وہ آخر اس سے چاہتی کیا تھیں۔وہ جانتا تھا شکر گزار بن کر رہنے کا مطلب غلام بن کر رہنا ہے اور وہ آریان جو اپنے نوکروں کو خود سے حقیر سمجھتا تھا وہ کسی کا غلام بننا کیسے گوارا کر سکتا ہے۔

لیکن دوسری طرف جیل جانے کا سن کر ہی اس کے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔اگر امی جان نے اس کے خلاف کیس لڑا تو اس کا کیا ہو گا۔اس کے ساتھ کھڑا ہونے کے لیے کوئی مضبوط سہارا نہیں تھا۔کوئی بھی شخص اس کے نزدیک ایسا نہیں تھا جو اسے جیل میں بند ہوا دیکھ کر اس کی رہائی کے لیے کوٹ کچہری کے چکر کاٹے۔الٹا اس کے قریبی اپنا دامن بچا کر بھاگنے کی ہی سوچیں گے۔

امی جان کا غلام بن کر وہ دنیا والوں کے سامنے پھر آزاد رہ سکتا تھا۔

ایک اچھی اور آسائشوں والی زندگی جو وہ ہمیشہ سے گزارتا آیا ہے،وہ اس صورت میں کبھی ختم نہیں ہو سکتی تھی لیکن اگر وہ جیل چلا جاتا تو آسائش تو دور کی بات تھی وہ تو ضروریات زندگی کے لیے ہی ترس جاتا۔

www.novelsclubb.com

دل پر پتھر رکھ کر اس نے فیصلہ کر لیا۔وہ جانتا تھا فیصلہ بہت کڑا ہو گا مگر اب جو بھی تھا اس کے پاس یہی ایک راستہ تھا۔

****

وہ اپنے مقررہ وقت پر امی جان کے کمرے کے سامنے کھڑا تھا اور ان کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا۔کچھ پل کھٹکھٹانے کے بعد دروازہ کھول دیا گیا۔وہ چپ چاپ اندر آیا اور اپنے سامنے کھڑی اس عورت کو دیکھا جو اس کی سوتیلی ماں تھی۔اس نے ماں کی طرح قربانی تو دی تھی مگر سوتیلی ہونے کی وجہ سے اب اس سے ان قربانیوں کا معاوضہ بھی مانگ رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا سوچا پھر تم نے ؟" انہوں نے اس سے بڑے ارام سے پوچھا اور پھر آگے بڑھ کر اپنے بیڈ پر بچھی بیڈ شیٹ کو ٹھیک کرنے لگ گئی۔

"میں فیصلہ کر چکا ہوں لیکن پھر بھی ایک بار پوچھنا چاہتا ہوں آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ میں نے ڈیڈ کو مارا ہے ؟"

مسز جہانگیر مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"میں جانتی تھی تم یہ سوال ضرور پوچھو گے۔ سب سے بڑا ثبوت تو وہی گلدان ہے جسے تم نے جہانگیر کے سر پر مارا تھا۔ اس پر تمہارے فنگر پرنٹ اور جہانگیر کا خون دونوں موجود ہے۔ اس کے بعد گھر کے دو ملازم بھی ہے جو اس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بات کے گواہ ہے کہ انہوں نے تمہیں مارتے ہوئے دیکھا تھا اور اسٹڈی میں موجود سی سی ٹی وی کیمرہ میں بھی تمہاری فوٹیج ہے اور اگر تم سمجھتے ہو یہ ثبوت تم حاصل کر لوگے تو یہ اچھے سے جان لو یہ ثبوت اس قدر محفوظ جگہ پر ہے جہاں تمہاری سوچ بھی نہیں پہنچ سکتی ہے۔"

آریان نے بے تاثر لہجے میں ان کی ساری باتیں سنی۔ پھر کچھ دیر خاموشی چھائی۔ اس خاموشی کو آریان کے فیصلے نے توڑا۔

"میں آپ کا "شکر گزار" بننے کو تیار ہوں۔" اس نے شکر گزار پر خاصا زور دیا۔

"امم ہمم! اور؟" مسز جہانگیر نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

"اور کیا؟" آریان نے اب کی بار ناسمجھی سے مسز جہانگیر کو دیکھا۔

"اور یہ کہ تم اگر چاہتے ہو تمہارے اس گناہ کا کفارہ ہو تو میری مدد کرو۔" مسز جہانگیر مدعے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

آریان نے گہری سانس کھینچی۔

www.novelsclubb.com

"اب کیسی مدد چاہیے آپ کو؟"

"کیا ہے ناں میں لوگوں کو معاف کرتے کرتے تنگ آ گئی ہوں۔میں نے سوچ لیا تھا پچھلے لوگوں نے جنہوں نے میرے ساتھ برا کیا تھا انہیں اگر بخش دوں گی تو تمہیں معاف نہیں کروں گی اور اگر تمہیں معاف کروں گی تو پچھلے لوگوں کو نہیں چھوڑوں گی۔اب تمہیں معاف میں نے کر دیا ہے تو مجھ پر لازم ہے اپنے پرانے دشمنوں کا حساب بے باک کروں۔"

"آپ مجھ سے کیا چاہتی ہے؟"آریان کو ان کے پچھلے دشمنوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"مدد! قدم قدم پر مدد!"مسز جہانگیر نے آرام سے کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تیار ہوں۔" یہ کہہ کر وہ جانے لگتا اس سے پہلے ہی مسز جہانگیر ایک بار پھر بول اٹھیں۔

"فکر نہ کرو۔ اگر تم نے میری مدد کی تو میں اپنے حصے کی بھی جائیداد وں تمہارے نام کر دوں گی۔ سوائے اس گھر کے۔"

"اچھا!" آریان نے روکھے پن سے کہا۔

"اور مجھے مارنے کا پلان جو تم ذہن میں بنا رہے ہو نا تو اسے تم شوق سے بناؤ لیکن یہ بھی جان جاؤ میں نے اپنے وکیل سے کہہ دیا ہے اگر مجھے کچھ ہوا تو اس کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہو گا۔"

www.novelsclubb.com

آریان کا چہرہ پوری گفتگو میں پہلی بار پھیکا پڑا تھا۔آخر یہ عورت اس کے اندر باہر کو اتنی آسانی سے کیسے پڑھ لیتی۔

مسز جہانگیر قدم قدم چلتی اس کے پاس آئی اور اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ نزاکت سے رکھا۔

"اگر میرے خلاف ہو گے تو تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا لیکن اگر تم میرے ساتھ رہو گے ناں تو میں تمہیں بتا رہی ہوں میں تمہیں جائیداد تو دوں گی ہی اس کے ساتھ ساتھ میں تمہارے چچازاد بھائیوں کو بھی ایک اچھا سبق سکھاؤں گی۔جو بھی ہوا اس میں سب سے بڑی فساد کی جڑ تو وہی تھے۔"

www.novelsclubb.com

یہ وہ موقع تھا جب آریان کے دل نے اقرار کیا کہ وہ واقعی مسز جہانگیر کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا ہے۔ وہ عورت کسی بھی شخص کو بے بس کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ شاید اس لیے وہ آج یہاں کھڑی تھی۔

آریان کچھ نہیں بولا۔ چندثا نیے یونہی خاموشی کے نظر ہوئے اس کے بعد وہ مڑ کر جانے لگا تو مسز جہانگیر نے اسے پیچھے سے ہی کہا۔

"میں اس خاموشی کو کیا نام دوں؟"

"ہاں!" اس کے بعد وہ تیز تیز قدم لیتا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

****

"میں باہر ملک کیوں جاؤں؟"

اس گفتگو میں یہ پہلی بات تھی جو آریان نے اعتراض کے طور پر کہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس رات گفتگو کرنے کے بعد اب امی جان صبح صبح کمرے میں آکر اسے باہر ملک جانے کو کہہ رہی تھیں۔

"کیونکہ میں تم سے کہہ رہی ہوں۔" مسز جہانگیر کا انداز بے نیاز تھا۔

"لیکن پھر بھی وہاں جا کر میں کروں گا کیا؟" آریان نے مسز جہانگیر سے پوچھا۔

"آگے کچھ پڑھ لینا۔ لوگ ویسے بھی اعلیٰ تعلیم کے لیے ملک سے باہر جاتے ہی ہیں۔" مسز جہانگیر ابھی بھی بے پرواہ تھی۔

www.novelsclubb.com

"مگر پھر بھی مجھے باہر بھیجنے کی کوئی وجہ تو ہو گی ہی نا؟" آریان نے درشتگی سے پوچھا تھا۔

"تم نے جو اپنے باپ کو قتل کر کے میس کیا ہے نا اسے سمیٹنا ہے مجھے اور بھی بہت سے کام ہے جو تمہاری موجودگی میں پچیدہ ہو جائے گے۔ اگر اپنے آپ کو ان سب پیچیدگیوں سے دور رکھنا چاہتے ہو تو میں جو کہہ رہی ہوں وہ مان جاؤ۔"

آریان یہ بات سن کر بالکل خاموش ہو گیا۔ اس کی خاموشی کو مسز جہانگیر سمجھ چکی تھی اس لیے بولیں۔

"تمہیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ٹکٹس میں نے کنفرم کروالی ہے۔ ویزا تو تمہارا پہلے سے ہی لگا ہوا ہے۔ کچھ عرصے کے لیے تم پڑھائی کے لیے چلے جاؤ۔ میں بزنس اور گھر دونوں کو اچھے سے سنبھال لوں گی۔ جب مجھے

تمہاری ضرورت ہو گی تمہیں بلالوں گی لیکن ابھی کچھ عرصے کے لیے تم غائب ہو جاؤ۔"

آریان بالکل خاموش ہو گیا تھا۔اس نے بالکل بھی مزاحمت نہیں کی تھی۔اب جو ہونا تھاوہ توہو کر ہی رہنا تھا۔

****

www.novelsclubb.com

پردیس آکر زندگی ویسی ہی تھی جیسے اس نے سوچی تھی۔ تنہا،اُدھوری اور بے رنگ!

امی جان نے اس کا ایڈمیشن ایک یونیورسٹی میں کروا دیا تھا۔وہ خاموشی سے چپ چاپ اس میں جاتا، پڑھتا اور واپس اپنے فلیٹ میں آکر بند ہو جاتا۔اس کا معمول یونہی تھا۔

امی جان کے آنے کے بعد سے اس نے دوست بنانا شروع کر دیے تھے مگر جہانگیر کی موت اور امی جان کی بلیک میلنگ نے اسے اس قدر تناؤ میں ڈال دیا تھا کہ وہ ایک بار پھر لوگوں پر اعتبار کرنے سے کترانے لگ گیا تھا۔

یونیورسٹی میں کوئی لڑکا یا لڑکی اس کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتا تو وہ بڑی بے دردی سے اس ہاتھ کو جھٹک دیتا۔

دوسری طرف امی جان پاکستان میں رہتے ہوئے بھی اس پر نگرانی رکھے ہوئے تھی۔انہیں اس کی پل پل کی خبر ہوتی تھی۔شروع میں وہ حیران ہوا تھا مگر پھر آہستہ آہستہ اس نے حیران ہونا بھی چھوڑ دیا۔

اس کی ماسٹرز کی ڈگری جب اپنے اختتام کو پہنچی تو امی جان نے اس کو پی ایچ ڈی کے لیے راغب کیا لیکن اس بار وہ بالکل بھی نہیں مانا۔

مسز جہانگیر بھی جانتی تھی وہ اسے زیادہ دیر تک روکے نہیں رکھ سکتی ہے اس لیے انہوں نے ہتھیار ڈال دیے۔

www.novelsclubb.com

یوں آریان واپس پاکستان آگیا۔ پاکستان آنے کے بعد اس نے اپنے باپ کا کاروبار سنبھال لیا۔

****

اس کو پاکستان آئے کوئی دو مہینے تو گزر چکے ہونگے جب مسز جہانگیر نے میسج پر اسے ایک ریستوران کا ایڈریس دیا اور اسے وہاں فوراً بلایا۔ وہ اس وقت ایک میٹنگ سے فارغ ہوا تھا اور آفس میں کرنے کے لیے کوئی دوسرا کام بھی نہیں تھا۔ اسی لیے وہ مزاحمت کیے بغیر وہاں چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

ریستوران میں داخل ہو کر انہوں نے نظر دوڑائی تو اسے مسز جہانگیر کونے والی میز پر بیٹھی دکھائی دی تھیں۔جب وہ ان کے پاس گیا تو اس نے دیکھا ان کے پاس ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔اس لڑکی کی ابھی بس ایک جھلک ہی دکھ رہی تھی مگر وہ پھر بھی یہ کہہ سکتا تھا اس کی ایک جھلک بھی حسین ہے۔

دوسری طرف جب مسز جہانگیر کو محسوس ہوا کہ قدموں کی چاپ ان کے قریب آرہی ہے تو انہوں نے گردن موڑ کر دیکھا۔آریان کو آتا دیکھ کر ان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

www.novelsclubb.com

لڑکی نے بھی گردن موڑ کر اسے اپنی سیاہ آنکھوں سے تکا۔اس کی آنکھیں بہت پیاری تھی مگر اس وقت وہ سوجی ہوئی تھی۔ایسے جیسے وہ بہت رو کر آئی ہو اور تاثرات سخت تھے۔

"امی جان بلایا؟" اس نے لڑکی کو نظرانداز کرتے ہوئے مسز جہانگیر کو ہی مخاطب کیا۔

"ہاں، بیٹھو تمہیں کسی سے ملانا ہے۔" انہوں نے اپنے ساتھ والی کرسی کی جانب اشارہ کیا۔ آریان بیٹھ گیا۔

"تو آریان اس سے ملو یہ میری سوتیلی بیٹی اور تمہاری سوتیلی بہن نمرہ ہے اور نمرہ یہ تمہارا سوتیلا بھائی آریان ہے۔"

www.novelsclubb.com

نمرہ کو کوئی شاک نہیں لگا تھا مگر آریان بری طرح چونک گیا تھا۔امی جان کی سوتیلی بیٹی اور اس کی سوتیلی بہن، یہ کیا چکر تھا؟

"یہ میرے پہلے شوہر کی بیٹی ہے۔میں نے جب اسے سب کچھ بتایا تو یہ بھی میری مدد کرنے کو تیار ہو گئی ہے۔یہ ہمارے ساتھ ہی ہے۔"

آریان کی الجھن میں کچھ کمی آگئی تھی۔اس سے پہلے وہ ذہن میں اٹھتے سوالات اٹھا پاتا مسز جہانگیر نے اسے روک دیا۔

www.novelsclubb.com

"اب ہم تینوں ٹیم ہے۔آج ہم اگر مل گئے ہیں تو بہتر ہے ابھی سے ہی پلان پر کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔"

اور آگے جا کر وہ تینوں ایک بہتریں ٹیم ثابت ہوئے تھے۔

****

آریان کی جب آنکھ کھلی تو اس نے آپ کو زمین پر لیٹا ہوا پایا۔اس کی آنکھیں نیند کی زیادتی اور رونے کی وجہ سے سوج گئی تھی۔وہ بمشکل اٹھ کر بیٹھا اور خالی دماغ کے ساتھ ان باتوں کو سوچنے لگا جو وہ سونے سے پہلے سوچ رہا تھا۔وہ شاید ماضی میں کھویا تھا لیکن اب وہ کہانی کے ساتھ ساتھ خود بھی حال میں آ چکا تھا۔

پھر وہ خود ہی کھڑا ہوا اور اپنے چہرے پر ٹھنڈے پانی ڈالنے کے لیے واش روم جانے لگا۔

اسے ویسے بھی بزنس کے سلسلے میں شہر سے باہر جانا تھا اور اب اگر وہ تیار نہ ہوتا تو یقیناً اسے دیر ہو جاتی۔

www.novelsclubb.com

****

ایک ہفتہ بعد

کمرے کی قیدی کچھ ٹھان چکی تھی۔وہ بار بار کمرے میں چکر لگا رہی تھی اور بار بار دروازے پر کھڑی ہو کر دوسری طرف سے آوازیں سننے کی کوشش کر رہی تھی۔ ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔مسز جہانگیر اور آریان میں سے کوئی بھی اس کے کمرے میں نہیں آیا تھا۔بس ملازمہ کھانا لے کر آتی تھی۔

ملازمہ سے اسے پتہ چلا تھا آریان کسی کام سے دوسرے شہر گیا ہے اور اس کی واپسی آج متوقع ہے جبکہ مسز جہانگیر گھر پر ہی ہے۔

وہ ان دونوں کا انتظار کرتے ہوئے اس قدر اکتا گئی تھی کہ آج جب ملازمہ اسے دوپہر کا کھانا دینے آئی تو اس کے ہاتھوں پیغام بھیج دیا کہ وہ مسز جہانگیر سے ملنا چاہتی ہے۔

دوپہر کے کھانے کو کافی دیر گزر چکی تھی۔ تبھی اسے کسی کے آنے کی آواز سنائی دی۔ پرفیکٹ!

وہ یہی تو چاہتی تھی۔اپنے ذہن میں سوچی ساری حکمت عملی اس نے ایک بار پھر دوڑائی اور پھر اس پر عمل کرنے لگ گئی۔اس نے پہلے جلدی سے پانی کے گلاس کو اٹھایا اور اسے توڑ دیا۔گلاس ٹکرے ٹکرے ہو گیا۔اس نے ٹکروں میں سے ایک کو پکڑ کر کلائی کے پاس احتیاط سے اپنی جلد کو اس طرح کاٹا کہ کہیں اس کی رگ نہ کٹ جائے۔

www.novelsclubb.com

قدموں کی اواز قریب آتی جا رہی تھی۔عالیہ نے جلدی سے کلائی کو اس قدر زور سے دبایا کہ خون تیزی سے نکلنے لگ گیا۔اس نے خون کو اس قدر اپنے ہاتھ سے نکالا کہ اصلی نشان مبہم سا ہو گیا اور خون پوری کلائی پر پھیل گیا۔اس کے بعد وہ بیڈ پر لیٹ گئی اور آنکھیں بند کر لی۔

اس نے اپنی ساری حسیات چوکنا کر لی تھی۔اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور ہیل کی اواز پورے کمرے میں گونجنے لگی۔

"عالیہ !"عالیہ بند آنکھوں سے بھی جان سکتی تھی وہ اسے یوں سویا ہوا دیکھ کر تعجب کا شکار ہے۔پھر ایک دم ہیل کی اواز رک گئی اور زوردار چیخ اسے سنائی دی۔

"عالیہ!" عالیہ جان گئی مسز جہانگیر اس کا ہاتھ دیکھ چکی ہے۔ ہیل کی ٹک ٹک کی آواز اسے اپنی جانب مزید تیزی سے بڑھتی ہوئی محسوس ہوئی۔ پھر اسے مسز جہانگیر کا چہرہ اپنے چہرے کے عین اوپر محسوس ہوا۔ ان کے وجود سے نکلتی مخصوص خوشبو وہ سونگھ سکتی تھی۔

پھر مسز جہانگیر کا ہاتھ اسے اپنے چہرے پر محسوس ہوا۔ وہ نرم ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھپتھپا رہی تھی۔ عالیہ جان گئی تھی مسز جہانگیر پوری طرح حواس باختہ ہو چکی ہے۔ اس لیے اس نے اپنے پلان کے اگلے اسٹیپ پر کام کیا۔

اس نے فوراً سے آنکھ کھولی اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں بیڈ پر پھینک دیا۔ پھر بجلی سی تیزی سے وہ باہر کی جانب بھاگی۔ باہر جانے کے بعد اس نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

دروازے پر کنڈی لگا کر اس نے پہلے ادھر ادھر دیکھا پھر جہاں اسے راستہ ملتا رہا وہ بھاگتی چلی گئی۔اس نے کتنی راہداریاں پار کی، کتنی بار سیڑھیاں اتری وہ یہ گنتی بھول گئی۔

اس وقت اس کے کان اس کے پورے حواسوں پر بھاری ہوئے ہوئے تھے۔ مسز جہانگیر کی چلاتی آواز، ملازموں کی بھاگ دوڑ اور اپنے پاس اٹھتے قدم یہ سب اسے خوفزدہ کر رہے تھے۔

جب وہ نچلی منزل میں پہنچی تو اسے فوراً ایک دروازہ دکھائی دیا جس کے دوسری طرف لان دکھائی دے رہا تھا۔ وہ جلدی سے اس کی جانب لپکی۔ ابھی وہ باہر نکل پاتی اس سے پہلے ہی وہ ملازمہ، جو اسے کھانا دینے آتی تھی، مضبوط چٹان کی طرح اس کے راستے میں حائل ہو گئی۔

"کہاں بھاگ رہی ہو؟" اس نے تیکھے انداز میں پوچھا۔

عالیہ اسے دیکھ کر گھبرا گئی۔ وہ اپنی منزل کے اتنے پاس تھی۔ کیا اب وہ ہمت ہار کر واپس چلی جائے؟ نہیں!

www.novelsclubb.com

اس نے عزم لیااور ادھر ادھر دیکھا۔اسے کچھ بھی نہیں ملاتب ہی اس کا دھیان اپنے ہاتھ میں موجود کانچ کے ٹکڑے پر گیاجو ابھی تک بے دھیانی میں اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔عالیہ کو اپنے بچاؤ کے لیے راستہ مل گیا۔

دوسری طرف ملازمہ اس کے عزائم سے انجان اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"تمہاری خبر تواب بیگم صاحبہ ہی لے گی۔میں انہیں بتاؤں گی کہ تم کیا کررہی ہو۔۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ اپنی رو میں بولتی ہوئی جب اس کے بالکل پاس پہنچی تو عالیہ نے اپنے ہاتھ میں موجود کانچ کا ٹکڑا اس کے گال میں گھسا کر باہر نکال دیا۔ ملازمہ اس حملے کے لیے بالکل ہی تیار نہیں تھی۔ اپنے چہرے کے زخم سے درد محسوس ہوتا دیکھ کر وہ چلانے لگ گئی۔

عالیہ نے اسے زوردار دھکا دے کر زمین پر پھینکا اور خود دروازہ پار کر لیا۔ وہ اب کھلے آسمان تلے تھی۔ آسمان کا نارنجی رنگ شام ہونے کا عندیہ دے رہا تھا لیکن کام ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ وہ ابھی بھی گھر کی حدود میں قید تھی۔ وہ بھاگتی ہوئی صدر دروازے کی جانب گئی۔ چوکیدار کرسی پر بیٹھا نینداور بیداری کی حالت میں تھا۔ ایسے میں عالیہ کو اپنی جانب یوں بھاگتا دیکھ کر وہ ہڑبڑا کر کھڑا ہوا۔ عالیہ نے جب اسے یوں ہڑبڑا کر اٹھتا دیکھا تو فوراً سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"مسز جہانگیر کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے۔وہ پاگلوں کی طرح چلا رہی ہے۔مجھے بھی دیکھو چوٹ دے دی ہے۔چلو میرے ساتھ آؤ۔"

اس نے کچھ اس قدر ہڑ بڑاہٹ اور بے ربط انداز سے کہا کہ چوکیدار مسز جہانگیر کی ساری ہدایات بھلا کر اندر جانے لگ گیا۔عالیہ کے لیے راستہ بالکل صاف تھا۔وہ فوراً سے گیٹ سے باہر نکل گئی۔دوسری طرف چوکیدار نے جب ملازمہ کو دروازے کے پاس یوں کراہتے دیکھا تو بے اختیار اپنے پیچھے منہ کیا۔عالیہ کو بھاگتا دیکھ کر اسے اپنی غلطی کا فوراً احساس ہوا۔

www.novelsclubb.com

"رکو!" وہ اس کی طرف دوڑتا ہوا چلا کا لیکن عالیہ گھر کی حدود سے باہر نکل گئی تھی۔اسے جب پتہ چلا چوکیدار اس کا پیچھا کر رہا ہے تو اس نے اپنی رفتار مزید تیز کر دی مگر چوکیدار پیچھے ہونے کو تیار ہی نہ تھا۔

عالیہ کسی چیز کی پرواکیے بغیر بھاگتی رہی۔درمیان میں بار باریوں بھاگنے کی وجہ سے وہ گری تھی جس کی وجہ سے اسے گھٹنے پر چوٹ بھی لگی تھی۔اگرحالات پہلے جیسے ہوتے تو وہ اپنی اس چوٹ پر ضرور کراہتی مگراس وقت ذہن میں اس چوٹ کے درد سے زیادہ دوبارہ قید ہونے کا خوف حاوی تھا۔

جب اسے محسوس ہوا کہ وہ گھر سے بہت دور بھاگ چکی ہے اور چوکیدار اب اس کے پیچھے نہیں آرہا تو اس نے سکون بھرا سانس خارج کیا۔اب اسے یہ سوچنا تھا اسے جانا کہاں ہے؟

www.novelsclubb.com

****

مسز جہانگیر تو جیسے چکرا ہی گئی تھی۔عالیہ کو یوں پڑا دیکھ کر وہ سمجھی کہ عالیہ نے خودکشی کر لی ہے۔وہ ہوش دلانے کے لیے اس کے منہ کو نرم ہاتھ سے تھپتھپانے لگ گئی تو ایک دم سے عالیہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر انہیں دھکا دے کر وہ کھڑی ہو گئی۔جاتے جاتے وہ دروازہ باہر سے بند کر گئی جس کی وجہ سے وہ فوری عالیہ کا تعاقب نہ کروا پائی۔

انہیں جیسے ہی ملازمہ نے کمرے سے آزاد کیا وہ فوراً اس کے تعاقب میں ملازموں کو دوڑانے لگ گئی۔انہوں نے جب ملازمہ کو زخمی حالت میں دیکھا تو ان کا خون کھول گیا۔آخر عالیہ ان کے پنجے سے ایسے باہر نکل کیسے سکتی تھی۔وہ لڑکی جوان کے نزدیک ایک بیوقوف ترین لڑکی تھی اس نے مسز جہانگیر جیسی

عورت کو مات دے دی تھی۔کچھ دیر بعد جب چوکیدار آیا اور پوری بات انہیں بتائی تو مسز جہانگیر نے طیش کے عالم میں اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔

انہوں نے آریان اور نمرہ دونوں کو فوری گھر بلایا۔آریان تو سفر پر ہی تھا۔ بزنس کے سلسلے میں وہ کراچی گیا تھا اور آج اس کی واپسی تھی۔ مسز جہانگیر کو اس نے اپنے جلد از جلد آنے کا بتا دیا۔

دوسری طرف نمرہ تو فوراً ہی ان کا حکم سن کر آگئی تھی۔ مسز جہانگیر نے اس کے آنے کے بعد بھی اسے یہ نہیں بتایا عالیہ جا چکی ہے۔وہ چاہتی تھی نمرہ اور آریان کو ساتھ ہی بتائے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رات کو جیسے ہی آریان گھر آیا مسز جہانگیر نے اس کے آتے ساتھ ہی
ان دونوں کے سروں پر یہ بم گرا دیا۔

"عالیہ بھاگ گئی ہے!"

"کیا!" وہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے۔ دونوں کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا
انہیں گہرا شاک لگا ہو۔

www.novelsclubb.com

"ہاں!"

"لیکن وہ بھاگی کیسے؟" آریان اس شاک سے جلد باہر آگیا تھا۔

"جیسے بھی بھاگی ہو ہمیں کیا؟ہمیں تو بس اسے واپس لے کر آنا ہے۔"مسز جہانگیر انہیں بتانے سے ہچکچا رہی تھیں۔انہیں ڈر تھا یہ دونوں جو انہیں ماسٹر مائینڈ سمجھتے ہیں اگر انہیں پتہ چلا ان کی امی جان کے ہوتے ہوئے وہ لڑکی بھاگ گئی ہے تو یقیناً ان کا امیج خراب ہو جائے گا۔

"لیکن پھر بھی وہ گئی کیسے ؟ملازم اور چوکیدار کہاں مر گئے تھے؟"

آریان کو غصہ آنے لگا۔اتنی مشکل سے تو وہ اس پوائنٹ تک پہنچے تھے اب دوبارہ وہ لوگ زیرو پر پہنچ گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں گھر پر نہیں تھی۔واپسی پر مجھے بتایا گیا ہے۔تم فکر نہ کرو میں نے سب سے بات کر لی ہے۔"مسز جہانگیر نے جھوٹ کا سہارا لیا۔پھر انہوں نے آریان کا اس بات سے دھیان ہٹانا چاہا۔"اب تم یہ دیکھو وہ واپس اشفاق کے گھر تو نہیں چلی گئی ہے۔"

"ناممکن!"اب کی بار بولنے والی نمرہ تھی۔"اشفاق ماموں کے گھر وہ اس وقت بھول کر بھی نہیں جائے گی۔وہ جانتی ہے ماموں اسے دیکھتے ہی شوٹ کر دے گے۔لیکن۔۔"بات کرتے کرتے ایک دم نمرہ کا چہرہ پھیکا پڑا۔

www.novelsclubb.com

"اگر عالیہ ہمارے گھر چلی گئی تو سمجھیں ہماری بچھائی ہوئی بساط ہم پر الٹ جائے گی۔امی جان پھر ہم کیا کریں گے؟میرا بھائی تو میرا گلہ دبا دے گا اگر اسے یہ پتہ چل گیا اس سے عالیہ چھیننے والی کوئی اور نہیں،میں ہوں۔"

نمرہ کی بات سن کر مسز جہانگیر اور آریان کو بھی اس مسئلے کی نوعیت کا اندازہ ہو گیا۔

"میں ایسا کرتا ہوں اشفاق کے گھر اور تمہارے گھر کے آس پاس کچھ لوگوں کو لگا دیتا ہوں۔ وہ لوگ جیسے ہی عالیہ کو دیکھے گے میں انہیں آرڈر دے دوں گا اسے شوٹ کر دے۔ اس کے علاوہ اب کوئی حل نہیں ہے۔"

"اور اگر وہ یہاں پولیس لے آئی تو؟ اسے تو اب پتہ چل گیا ہے ہم نے اسے کہاں کڈنیپ کر کے رکھا ہوا تھا!" نمرہ نے اپنا ایک اور اندیشہ ان کے سامنے بیان کیا۔

"ویسے تو وہ ایسا کچھ کرے گی نہیں اور بالفرض وہ ایسا کچھ کر بھی لے تو بھی اس سب سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ پولیس کو خریدنا میرے دو منٹ کا کام ہے اور اگر پولیس نہ بھی خرید سکا تو بھی میرے پاس ایسے دلائل ہے جو عالیہ کو بری طرح بدنام کردیں گے۔"

آریان نے اس کے اندیشے دور کرنے چاہے۔ پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"نمرہ تمہیں اب گھر چلے جانا چاہیے۔ اپنی بھابھی پر پوری نظر رکھنا۔ عالیہ نکل گئی ہے تو کسی نا کسی سے رابطہ تو ضرور کرے گی۔ سمجھ گئی۔"

نمرہ اس کی بات سن کر ایسے اٹھی جیسے وہ موقع کی تاک میں ہی ہو۔

وہ دونوں اٹھ کر چلے گئے جبکہ پیچھے مسز جہانگیر وہی کھڑی رہ گئی۔

****

رات کا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا۔ وسیع و عریض بنگلے کے مرکزی دروازے سے نکل کر وہ پورچ کی جانب جا رہی تھی۔ کوئی بھی اس کی تیاری دیکھ کر بتا سکتا تھا وہ کسی پارٹی میں جا رہی تھی۔ اس نے نیوی بلو کلر کے گاؤن میں سلور کلر کا بیگ ہاتھ میں تھاما ہوا تھا۔ میک اپ نہ اتنا لائٹ تھا اور نہ ہی زیادہ ہیوی۔

www.novelsclubb.com

اس کو آتا دیکھ کر ایک ملازم آگے بڑھا اور اس کے لیے گاڑی کے پیچھے کا دروازہ کھول دیا۔ وہ ایک ادا سے چلتے ہوئے گاڑی کے اندر بیٹھنے لگی تھی جب گارڈ بھاگتا ہوا اس کی جانب بڑھا۔ گارڈ کو اپنی جانب آتا دیکھ کر وہ رک گئی۔ اس کا ایک پاؤں گاڑی کے اندر تھا جبکہ دوسرا گاڑی سے باہر زمین پر تھا۔

"چھوٹی بیگم صاحبہ! آپ سے ملنے کوئی آیا ہے!"

"کون آیا ہے؟" اس کے چہرے پر تعجب پھیل گیا۔

www.novelsclubb.com

"پتہ نہیں جی! کہہ تو یہ رہی ہے آپ کی کوئی دوست ہے مگر حلیے سے تو نہیں لگ رہا ہے۔"

"میری دوست؟" وہ زیر لب بڑبڑائی۔ جہاں تک اسے یاد تھا۔ وہ پارٹی میں اپنی دوست کے گھر ہی جا رہی تھی اور اس کی دوست نے تقریباً اس کی ساری دوستوں کو انوائیٹ کیا تھا۔ کچھ دیر وہ سوچنے میں لگی رہی۔ پھر گاڑی سے پاؤں ہٹا کر اس نے دونوں پاؤں ایک ساتھ زمین پر رکھے۔

"اوکے، اسے اندر بلاؤ۔" یہ کہہ کر اس نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا۔ اسے پارٹی میں جانے میں دیر ہو سکتی تھی مگر یہ جاننا بھی ضروری تھا کہ کون اس سے ملنے آیا ہے۔

www.novelsclubb.com

گارڈ اس کی بات سن کر پہلے تابعداری سے سر ہلا کر گیا پھر گیٹ کی طرف جا کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ چہرہ واضح نہیں تھا مگر جسامت سے وہ لڑکی لگ رہی تھی۔ اس نے کالے رنگ کی فراک پہنی ہوئی تھی جس پر دور سے مٹی واضح دکھائی دے رہی تھی۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ ایسے جیسے کئی دنوں سے اسے دھویا نہ ہو۔ دور سے اسے وہ کوئی فقیرنی لگ رہی تھی۔ جب وہ کچھ قریب ہوئی اور اس کا چہرہ دیکھا تو ایک پل کے لیے وہ حیران رہ گئی۔

"عالیہ!" اس نے باقاعدہ چیخ ماری تھی۔

www.novelsclubb.com

عالیہ اس کے پاس آئی پھر رک گئی۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اسے دیکھ کر جانے اسے کیا یاد آیا اس کی آنکھیں اشک بار ہو گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"صوفیہ !" وہ بس یہی کہہ پائی تھی اس کے بعد ہچکیاں باندھ کر رونے لگ گئی۔اسے روتا دیکھ کر صوفیہ کا دل پسیج گیا۔اس نے اسے اپنے گلے سے لگایا اور کمر پر ہاتھ پھیرنے لگ گئی۔اس وقت وہ بھول گئی تھی اس نے برینڈڈ سوٹ پہنا ہوا ہے جو عالیہ کے گندے کپڑوں کی وجہ سے خراب ہو سکتا ہے۔

کچھ دیر بعد جب عالیہ کے رونے میں تھوڑی کمی آئی تو اس نے عالیہ کو خود سے دور کیا اور اس کے آنسو اپنی انگلیوں سے صاف کیے۔

www.novelsclubb.com

"چلو بتاؤ کیا ہوا ہے؟ تم رو کیوں رہی ہو؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔

پھر ایک دم اس کے ذہن میں آیا وہ اور عالیہ ابھی تک پورچ میں کھڑی

تھی۔

"میں بھی نا۔ چلو عالیہ اندر چلتے ہے۔ آرام سے بیٹھ کر پھر باتیں کرتے

ہیں۔"

وہ اسے لے کر اندر جانے لگی لیکن عالیہ ایک دم سے رکی۔

"پہلے تم وعدہ کرو تم نمرہ کو یہ نہیں بتاؤ گی تم مجھ سے ملی ہو!"

عالیہ کی بات سن کر وہ کچھ حیرت میں آئی تھی۔

"ان سب میں نمرہ کہاں سے آگئی؟"

"مجھے نہیں پتہ، بس تم وعدہ کرو تم کسی کو نہیں بتاؤ گی!" اس کے سوال پر عالیہ نے ضدی بچوں کی طرح کہا۔

"اچھا بابا! ٹھیک ہے۔ کسی کو نہیں بتاؤں گی اور ویسے بھی میرا نمرہ سے رابطہ یونیورسٹی کے بعد سے ہی ٹوٹا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نمبر کب کا بلاک کیا ہوا ہے۔ تمہیں یاد ہے نا ہماری اس دن لڑائی ہوئی تھی؟"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں کہتی ہوئی عالیہ کو اپنے ساتھ اندر لے کر جانے لگ گئی۔دوسری طرف عالیہ کا دماغ اتنا الجھا ہوا تھا۔اسے بالکل بھی یاد نہیں تھا کہ صوفیہ اور نمرہ کی لڑائی کس بات پر ہوئی تھی مگر پھر بھی اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

عالیہ اور صوفیہ دونوں بنگلے کے اندر چلی گئی اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔

****

www.novelsclubb.com

اندھیرے آسمان پر آج چاند کچھ زیادہ ہی روشن دکھائی دے رہا تھا۔وہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے لگی اسی روشنی کو تک رہی تھی۔پورا ایک ہفتہ گزر گیا تھا مگر عالیہ کو نکالنے کا کوئی پلان نہیں بن پایا تھا۔اس نے عزاہ سے کہہ کر کل کی ملاقات طے کروائی تھی تاکہ دونوں مل کر فیصلہ کریں کہ انہوں نے اب کرنا کیا ہے۔

اس وقت وہ بڑی محویت سے چاند کو دیکھ رہی تھی۔اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور جے ٹی کمرے میں آئی۔جائیانہ نے بس ایک پل کے لیے پیچھے دیکھا۔جے ٹی کو دیکھ کر وہ دوبارہ چہرہ کھڑکی کی طرف موڑ گئی۔

www.novelsclubb.com

جے ٹی نے اسے دیکھا۔آج کل وہ کچھ ایسی ہی ہو گئی تھی۔جے ٹی کے پاس ریلیشن شپ کا تجربہ تھا۔وہ جائیانہ کا رویہ دیکھ کر جان چکی تھی کہ جائیانہ اور زید کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہوا بلکہ بات ختم ہونے کی نوبت پر آچکی ہے۔

جے ٹی نے کچھ سوچا اور جائی یانہ سے بات کرنے کی غرض سے اس کے پاس جانے لگی۔

اسی وقت گرلز ہاسٹل سے کچھ دور ایک اور ہاسٹل میں ایک اور شخص چاند کو ہی دیکھ رہا تھا۔اس کی نظروں کا تسلسل اس کے پاس بڑھتے کافی کا کپ پکڑے ہاتھ نے توڑا۔اس نے چونک کر اپنے ساتھ موجود لڑکے کو دیکھا۔وہ موسیٰ تھا۔اس کا روم میٹ!

"یہ لو!"اس نے کافی کا کپ اسے تھمایا۔

"تھینکس!"اس نے تشکر سے کہا۔

"ایک بات پوچھوں؟!"اس نے جھجھکتے ہوئے اجازت مانگی۔

زید نے اس کی طرف دیکھا۔موسیٰ کبھی بھی بات کرنے سے پہلے اجازت نہیں مانگتا تھا آج اگر مانگ رہا تھا تو یقیناً کوئی بڑی بات ہی ہو گی۔

"تم پریشان کیوں ہو؟"اس نے یکدم پوچھا۔زید نے گہرا سانس باہر کو نکالا۔

www.novelsclubb.com

****

"تم آخر بتا کیوں نہیں دیتی ہو اپنی پریشانی کی وجہ ؟ایک پورے ہفتے سے تمہیں یونہی منہ بنائے دیکھ رہی ہوں میں ؟"

جے ٹی اچانک سے اس کے پیچھے آئی اور پھٹ پڑی۔

("میں پریشان نہیں ہوں۔بس اداس ہوں ".

زید نے آرام سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"اور اس اداسی کی وجہ پوچھ سکتا ہوں میں ؟"موسیٰ نے پوچھا۔)

"جان کر کیا کرو گی جے ٹی؟"اس نے مزید اداس لہجے میں کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو کر ہی لوں گی اور کچھ نا ہی سہی پھر بھی تمہارے دل کا بوجھ ہلکا کر دوں گی۔" جے ٹی کی بات سن کر وہ تلخی سے مسکرائی۔

"کچھ باتیں بتانے سے دل ہلکا نہیں اور بھاری ہو جاتا ہے۔یہ بتا کر میرا دل کیا ہلکا ہو پائے گا میں جسے چاہتی ہوں وہ مجھے چھوڑ کر جانا چاہتا ہے؟"

www.novelsclubb.com

اس نے نم آنکھوں سے جے ٹی کو دیکھا۔

)"تمہاری اور بھابھی کی لڑائی ہوئی ہے ناں!"موسیٰ اندازے سے کام لینے لگ گیا۔

"نہیں ہمارے درمیان لڑائی نہیں ہوئی ہے۔"ایک پل کا وقفہ لیا گیا۔"ہمارے درمیان شاید اب سب ختم ہونے والا ہے۔")

"کیا؟؟"جے ٹی نے آنکھیں پھاڑ کر جائی یانہ کو دیکھا۔"تم زید کو چھوڑ رہی ہو۔کیوں؟"

"میں اسے نہیں چھوڑ رہی۔وہ مجھے چھوڑ رہا ہے۔"جائی یانہ کی آنکھوں میں نمی امڈنے لگی۔

www.novelsclubb.com

("تم کیوں بھابھی کو چھوڑ رہے ہو؟ وہ تمہارے ساتھ اگر رہنا چاہتی ہے تو تمہیں کیا اعتراض ہے؟" موسیٰ نا چاہتے ہوئے بھی سختی سے پوچھنے لگا۔

زید تلخ مسکراہٹ مسکرایا۔

"وہ میرے ساتھ رہ تو رہی ہیں موسیٰ مگر مجھے ڈر ہے کہیں یہ سب کسی احسان یا مجبوری کی وجہ سے نہ ہو۔ ان کے پاس گھر نہیں ہے، کوئی اپنا نہیں ہے اسی لیے وہ میرے ساتھ گزارا کر رہی ہے۔ سوچو اگر آگے جا کر ان کے ماں باپ نے انہیں معاف کر دیا اور وہ سب ایک ساتھ رہنے لگ گئے تو پھر کیا ہو گا؟ کیا ان کے گھر والے مجھے قبول کریں گے؟ کیا وہ میرے ساتھ رہنا چاہے گی بھی؟ ان سب

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے جواب مجھے ناں میں ملتے ہیں لیکن میں جانتا ہوں وہ میرے ساتھ نہ چاہتے ہوئے بھی رہ لے گی اور وجہ میرے یہ احسانات ہونگے۔")

"پتہ ہے جے ٹی میں پہلے سمجھتی تھی میرے دل میں جو اس کے لیے نرم گوشہ ہے وہ شاید اس کے احسانات کا نتیجہ ہے لیکن اس ایک ہفتے نے مجھے بری طرح غلط ثابت کیا ہے۔ وہ جب سے گیا ہے نا جے ٹی مجھے لگ رہا ہے میں بے سکون ہو گئی ہوں۔ میں جب جب اسے دیکھتی تھی مجھے سکون ملتا تھا۔ میرا وہ سکون مجھ سے چھن گیا ہے جے ٹی! وہ چھن گیا ہے!"

www.novelsclubb.com

اس کی بھوری نم آنکھیں چاند کی چاندنی کو تکتے ہوئے چمکی تھیں۔

("وہ شاید مجھ سے غصہ ہو۔شاید مجھ سے ناراض ہو لیکن دیکھ لینا کچھ سالوں بعد وہ میرا یہ فیصلہ آرام سے بیٹھ کر سوچیں گی تو انہیں میرا یہ فیصلہ سمجھ آ جائے گا۔"اس کی نظریں چاند کو دیکھتے ہوئے گہری ہوئی تھیں۔)

"اگر وہ مجھ سے چھین لیا گیا نا جٹی تو مجھے یقین ہے میں ساری عمر اس نقصان کی تلافی نہیں کر پاؤں گی۔میں شاید ساری زندگی آگے نہیں بڑھ پاؤں گی" آنسو آنکھوں سے لڑھک کر گالوں پر پھسلنے لگ گئے۔

("اور اپنے بارے میں کیا سوچا ہے؟خود کیا کرو گے؟"موسٰی کی بات سن کر جو تلخ مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی تھی مزید گہری ہوتی چلی گئی۔

"میرا کیا ہے؟ گزار ہی لوں گا زندگی۔"

"ان کے بغیر؟" موسیٰ نے پوچھا۔

زید جواب نہیں دے پایا۔ یہ سوچ ہی سانس روک رہی تھی کہ زندگی اس کے بغیر گزارنی ہے۔)

"مجھے یقین ہے رہ تو وہ بھی میرے بغیر نہیں پائے گا مگر اسے مجھ پر احسانات کرنے کی اتنی عادت ہو گئی ہے کہ وہ یہ سمجھ کر مجھ پر احسان کرے گا کہ میری زندگی سنور جائے گی۔ کاش کوئی اسے سمجھا دے یہ احسان نہیں سزا ہے میرے لیے! کاش کوئی اسے سمجھا دے۔"

www.novelsclubb.com

جائی یانہ مڑی اور جے ٹی کے کندھے پر چہرہ چھپا کر وہ رونے لگ گئی۔

جائی یانہ بے بسی سے اسے دیکھنے لگ گئی۔

("تم غلط کر رہے ہو زید!"موسیٰ کی بات سن کر اس نے بے تاثر انداز میں جواب دیا۔

"چلو غلط ہی سہی۔کچھ کر تو رہا ہوں نا ان کے لیے!"

www.novelsclubb.com

موسیٰ کچھ پل اسے دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر وہاں سے چلا گیا۔وہ جانتا تھا زید اب اپنے فیصلے سے باز نہیں آئے گا۔)

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

****

اس وقت وہ دونوں ایک پر تعیش ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ سنہری آنکھوں والی تقریباً ایک گھنٹہ بولتی رہی جبکہ اس کی دوست اس کی بات سنتی رہی۔ اس نے ایک پل کے لیے بھی اپنی نگاہیں سنہری آنکھوں سے نہیں ہٹائی تھیں۔

"مجھے یقین نہیں آرہا نمرہ ایسی نکلے گی!"

www.novelsclubb.com

"مجھے بھی نہیں لگتا تھا مگر ہمارے لگنے سے کیا ہوتا ہے۔ انسان تو ویسا ہی ہوتا ہے جیسا ہوتا ہے۔"

عالیہ کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔صوفیہ نے اس کندھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"تم اداس نہ ہو یار سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"نہیں کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔" آنسو اب آنکھوں سے نکلنے لگ گئے تھے وہ بھرائی ہوئی آواز میں بول رہی تھی۔"اب کچھ ٹھیک نہیں ہو پائے گا۔اب سب خراب ہی رہے گا۔بابا کے گھر میں جا نہیں سکتی ہوں۔اگر کسی کو بھی نمرہ کی اصلیت بتانے کی کوشش کروں گی تو کوئی بھی میرا یقین نہیں کرے گا میرے پاس تو کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

صوفیہ نے عالیہ کی آنکھوں سے آنسو پونچھے۔

"تم چپ ہو جاؤ۔ دیکھ لینا کچھ نا کچھ ہو ہی جائے گا۔ ابھی تم مجھے تھکی ہوئی لگ رہی ہو۔ میں ملازمہ سے کہہ کر گیسٹ روم سیٹ کرواتی ہوں۔ تم پھر وہاں جا کر سو جانا۔"

صوفیہ نے آرام سے کہا۔ پھر اس نے ملازمہ کو بلایا، اسے کچھ ہدایت دی اور واپس بھیج دیا۔

www.novelsclubb.com

"لیکن صوفیہ تمہارے مام ڈیڈ کچھ نہیں کہیں گے؟" عالیہ کچھ پریشان ہو گئی تھی۔

"ارے نہیں نہیں! مام ڈیڈ تو کام کے سلسلے میں ورلڈ ٹور پر گئے ہوئے ہیں۔ ایک دو مہینے سے پہلے تو وہ نہیں آنے والے اور اگر وہ آ بھی گئے تو بھی وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ ڈونٹ یو وری!"

صوفیہ نے اس کی پریشانی دور کرنا چاہی۔ پھر اس نے اسے اٹھایا اور گیسٹ روم کی طرف لے کر جانے لگ گئی۔

www.novelsclubb.com

"تم فکر نہ کرو۔ میں کچھ ہی دنوں میں رہنے کا انتظام کر لوں گی۔"

عالیہ کو یہاں رکنا بہت عجیب لگ رہا تھا۔

"اب میں تمہیں بہت برا ماروں گی عالیہ! یہ اتنا بڑا گھر ہے۔ میں یہاں اکیلی بور ہی ہوتی ہوں۔ اب تم آگئی ہو تو مجھے کمپنی بھی مل جائے گی۔ اتنی اچھی نہیں ہوں کہ تمہیں یونہی رکھ لوں۔"

باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں گیسٹ روم میں پہنچ چکے تھے۔ ملازمہ بیڈ شیٹ سیٹ کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کسی چیز کی کمی تو نہیں ہے نا؟" صوفیہ نے ملازمہ سے پوچھا۔

"نہیں بی بی جی! کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ میں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔"

گڈ! اب جاؤ میرے کمرے سے ایک ڈریس لے کر آجاؤ۔" ملازمہ کو کہہ کر پھر وہ عالیہ کی جانب مڑی۔

"عالیہ تم جا کر فریش ہو جاؤ۔ میں تمہارے لیے کپڑے اور کھانا دونوں بھجوا رہی ہوں۔ مجھے کہیں جانا ہے اس لیے میں وہاں جا رہی ہوں۔ کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تم آرام سے ملازموں کو کہہ دینا۔"

www.novelsclubb.com

یہ کہہ کر صوفیہ چلی گئی جبکہ عالیہ نے ایک نظر پورے کمرے کو دیکھا اور گہری سانس نکالی۔اس پر اب یہ حالات آگئے تھے کہ وہ دوسروں کے گھر پناہ گزین تھی۔

****

دوپہر کو سورج اپنی چمک بکھیرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا مگر آسمان پر موجود بادل اس کا راستہ روک رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

ایسے میں وہ یونیورسٹی سے نکل رہی تھی۔اس کو اب عزاہ سے ملنے جانا تھا۔اس نے نائلہ سے آج کہہ دیا تھا وہ آج اس کے گھر بچوں کو پڑھانے نہیں آ پائے گی۔

رکشہ کروا کر جب وہ ایک کیفے میں پہنچی۔اس نے چہرہ موڑ کر ادھر ادھر دیکھا۔اسے عزاہ کچھ دور میز کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھی کافی پیتی دکھائی دی۔

وہ عزاہ کے پاس چلی گئی اور اس کے عین سامنے بیٹھ گئی۔

"کچھ سوچا؟"عزاہ نے اس کے آتے ساتھ پوچھا۔

جائی یانہ نے سر نفی میں ہلایا۔ عزاہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"یا اللہ! ہمیں ایڈریس مل گیا ہے تو ہمارا دماغ بند ہو گیا ہے۔ اب کیا کریں ہم؟"

تھوڑی دیر وہ یونہی بیٹھی رہی پھر بولی۔

"ایسا کرو تم زید کو بتا ہی دو۔ شاید وہی ہماری مدد کر دے۔"

"نہیں! اس کی ضرورت نہیں ہے۔ہم دونوں ہی کچھ کر لیں گے۔"

جائی یانہ نے سپاٹ انداز میں منع کیا۔

"تم دونوں کے درمیان لڑائی ہے؟"عزاہ اس کے منع کرنے سے

سمجھ گئی۔

"ایسا ہی سمجھ لے۔"اس نے نا تردید کی اور نا ہی تصیح۔

www.novelsclubb.com

عزاہ خاموش ہو گئی۔

"اب کیا کریں؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہی جو میں نے کہا تھا۔ ہمیں اس ایڈریس پر جا کر چھان بین کروانی

چاہیے۔

"مگر ہم یہ کروائے گے کس سے؟"عزاہ نے پوچھا۔

جائی یا نہ کچھ دیر سوچ میں ہی پڑی رہی۔

www.novelsclubb.com

"آپ پھپھو کے کسی ملازم سے کہہ دو۔"

اس نے بڑے آرام سے حل بتایا۔

"پھپھو کے ملازم سے یہ کام کروانا صحیح نہیں ہو گا۔ایسا کرتی ہوں میں کل پرسوں اماں کے گھر جا کر چوکیدار سے اس بارے میں بات کرتی ہوں۔"

"ہمم ٹھیک ہے۔" جائیانہ کو عزاہ کی بات سمجھ آگئی تھی۔

اب وہ دونوں آگے کا لائحہ عمل بنانے میں مگن تھیں۔

www.novelsclubb.com

****

"عالیہ! عالیہ!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ لاؤنج میں بیٹھی میگزین پڑھ رہی تھی جب صوفیہ کی آواز اسے پورے گھر میں گونجتی محسوس کوئی۔اس نے میگزین صوفے پر رکھ دی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔اسے سے پہلے وہ صوفیہ کے پاس جاپاتی صوفیہ خود ہی لاؤنج میں داخل ہو گئی۔

"تم یہاں ہو! میں تمہیں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں؟"صوفیہ نے کہا اور آرام سے چلتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی۔عالیہ بھی اس کے پاس دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کیوں؟کچھ ہوا ہے؟"عالیہ نے گھبراتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں تمہارا پتہ لگانے کچھ لوگ گھر تک آئے تھے۔"

"کیا؟!" عالیہ کے دل کی بیٹ مس کر گئی۔

"ہاں، لیکن میں نے چوکیدار کو پہلے ہی بول تھا اگر مشکوک شخص آئے اور میرا پوچھے تو اسے بتادے میں گھر پر نہیں ہوں، شہر سے باہر ہوں۔ اس لیے بچت ہو گئی۔" صوفیہ ابھی بھی ہلکے پھلکے لہجے میں بول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کہیں انہیں پتہ تو نہیں چل گیا میں تمہارے پاس ہوں۔" عالیہ کی گھبراہٹ میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

"نہیں مجھے تو نہیں لگتا ایسا کچھ ہوا ہے۔"

"تمہیں کیسے پتہ؟"

"فاطمہ کی کال آئی تھی وہ بتا رہی تھی اس کے گھر میں بھی کوئی تمہارے بارے میں پوچھنے آیا تھا۔اسے پتہ نہیں ہے تم میرے گھر ہو اس لیے ہم بچ گئے ورنہ وہ عقل کی دشمن تو ساری بات بول ڈالتی۔"صوفیہ کی بات سن کر اس کی جان میں تھوڑی سی جان آئی۔

"چلو شکر!"عالیہ نے سکون کی سانس خارج کی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لیکن عالیہ اب تمہیں بہت احتیاط کرنی ہو گی۔ وہ لوگ تمہاری تاک میں ہے۔ تمہیں کوئی بھی ایسا کام نہیں کرنا ہے جس سے کسی کو بھی شک ہو کہ تم یہاں ہو۔ میں تو کہتی ہوں دو تین ہفتے تم گھر کے باہر قدم بھی نہ نکالو۔ جب یہ معاملہ تھوڑا ٹھنڈا ہو جائے اس کے بعد تم اپنے ماں باپ سے رابطہ کرنے کا سوچنا۔" اب کی بار صوفیہ کافی سنجیدگی سے بول رہی تھی۔

"تم صحیح کہہ رہی ہو۔" عالیہ کو اس کی بات سمجھ آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا چلو لنچ کرتے ہیں۔" اس نے یہ کہا پھر عالیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی اٹھایا۔ پھر وہ دونوں لاؤنج سے باہر نکل گئے۔

****

دوپہر کو جائی یانہ سے مل کر آنے کے بعد وہ جب واپس اپنے گھر آئی تو نمرہ کو پریشانی سے لاؤنج میں چکر کاٹتا دیکھ کر اسے کچھ عجیب لگا۔آخر کیا بات تھی جو نمرہ اس قدر پریشان دکھائی دے رہی تھی۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر کندھے اچکا کر کچن میں چلی گئی۔اس نے اپنے لیے کھانا گرم کیا اور خاموشی سے کھانے لگی۔

www.novelsclubb.com

ابھی وہ کھا ہی رہی تھی جب زینب کچن میں آئی۔

"تم آگئی؟" انہوں نے نرم لہجے میں پوچھا اور بغیر رکے فریج کی جانب بڑھی۔

"جی!" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی اور دوبارہ کھانا کھانے لگ گئی۔ اسے بہت تیز بھوک لگ رہی تھی۔ کیفے میں اس نے بس کافی پی تھی۔ کھانا وہ گھر جا کر ہی کھانا چاہتی تھی۔

"عالیہ کا کچھ پتہ چلا؟" زینب نے پانی کی بوتل باہر نکالی اور گلاس میں پانی بھرنے لگ گئی جبکہ دوسری طرف عزاہ کے گلے میں پھندہ لگ گیا۔ وہ دہری ہو کر کھانسنے لگ گئی۔

www.novelsclubb.com

زینب نے ایک نظر اپنی بہو کو دیکھا پھر آگے بڑھی اور پانی سے بھرا گلاس اپنی بہو کی جانب بڑھایا۔

عزاہ نے خاموشی سے گلاس لیا اور پانی کو گلے سے اتارا۔ کچھ دیر بعد جب وہ سنبھلی تو زینب بولی۔

"میں نے ایسی کوئی انہونی بات تو نہیں بولی جس سے تمہارے گلے سے نوالے ہی نہ اترے!"

www.novelsclubb.com

"آپ کے منہ سے ایک دم عالیہ کا نام سن کر مجھے جھٹکا لگا تھا ورنہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔" عزاہ اپنی اس بے اختیاری حرکت پر بری طرح پچھتا رہی تھی اسی لیے اس نے صفائی دینا چاہی۔

"عالیہ کوئی غیر تو نہیں ہے بہن ہی ہے تمہاری! اس کا ذکر تو باتوں ہی باتوں میں نکل ہی آئے گا۔" زینب بھی اسے آج بخشنے پر تیار نہیں تھی۔

"لیکن اس وقت تو کوئی بات ہی نہیں تھی جس پر اس کا ذکر نکلتا۔"

www.novelsclubb.com

"ہمم! ویسے تم نے مجھے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے نہیں پتہ عالیہ کہاں ہے؟ اگر پتہ ہوتا تو سب سے پہلے وہاں پہنچی ہوتی اور اتنے دنوں سے جس کی خبر نہ مل پائی آج کیوں ہو گی؟ آج کوئی انو کھا دن تھوڑی نہ ہے۔" عزاہ جلدی سے نوالے حلق میں اتارنے لگ گئی۔

"اچھا چلو میں چلتی ہوں۔" انہوں نے کہا اور چلی گئی۔ ان کے جانے کے بعد عزاہ یہی سوچتی رہی کہ آخر پھپھو نے اس سے یہ بات پوچھی کیوں ہے؟ کہیں انہیں اس پر شک تو نہیں ہو گیا۔ کھانا کھانے اور برتن دھونے کے بعد جب وہ اپنے کمرے میں گئی تب بھی اس کے ذہن میں یہی باتیں تھیں۔ بیڈ پر لیٹ کر وہ اس بات کو بار بار سوچ رہی تھی جب اچانک ہی اسے نیند آ گئی۔

www.novelsclubb.com

****

شام کے سایے ہر سو پھیل رہے تھے۔ایسے میں ایک بس اپنے اسٹاپ پر رکی اور وہ اس میں سے باہر نکل آئی۔اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ قدم لیتی آگے بڑھ رہی تھی۔اسے آج ہاسٹل پہنچنے کی کوئی جلدی نہیں تھی۔چلتے چلتے ایک دم اسے محسوس ہوا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔اس نے مڑ کر دیکھا لیکن کوئی بھی دکھائی نہیں دیا۔

اس نے اسے اپنا وہم سمجھا اور آگے بڑھ گئی۔کچھ دیر بعد وہی وہم اسے دوبارہ ہوا۔اب کی بار اس نے معاملے کو اتنا ہلکا نہیں لیا۔وہ اب تیز تیز قدم اٹھانے لگی۔دوسری طرف اسے اپنے پیچھے سے بھی کسی کے قدموں کی آہٹ تیز ہوتی محسوس ہوئی۔

جائی یانہ کا دل بری طرح گھبرانے لگ گیا۔اس نے موبائل نکالا اور نمبر ملاتے ہوئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ایک موڑ مری۔ابھی وہ مڑی ہی تھی کہ موڑ کے نکر پر کھڑی سفید رنگ کی وین کا دروازہ کھلا۔ایک ہاتھ سفید وین سے برآمد ہوا اور اس نے اس کے کندھے کو پکڑ کر زور سے اپنی طرف کھینچا۔ جائی یانہ جو اپنے پیچھے پڑے شخص سے گھبرا کر تیز بھاگ رہی تھی وہ اس چیز کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔اس کا موبائل بھی بدحواسی میں گر گیا۔اس سے پہلے وہ کچھ سمجھ پاتی۔کسی نے اس کے منہ پر رومال رکھ کر زور سے بھینچا۔جائی یانہ بچاؤ کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے لگ گئی۔جیسے ہی اس نے سانس لینا چاہی اس کو اپنے دماغ میں غنودگی طاری ہوتی محسوس ہوئی۔اس کے ہاتھ پاؤں کی حرکت آہستہ آہستہ ہوتی بالکل ہی ختم ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

اس کی آنکھیں بند ہو گئی۔اب ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

****

وہ ایک دم بیڈ پر اٹھ کر بیٹھی۔اس کی سانسیں بہت تیز تھی۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔اس نے پہلے ادھر ادھر دیکھا۔کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔کچھ دیر یونہی بیٹھے رہنے کے بعد جب اس کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو اسے پتہ چلا یہ بس ایک خواب ہے۔اس نے اپنے پاس پڑا ٹیبل لیمپ جلایا۔

www.novelsclubb.com

عزاہ برے خوابوں کو دیکھ کر ڈرنے والوں میں سے نہیں تھی مگر آج جو خواب اس نے دیکھا تھا وہ حقیقت کے بہت قریب تر محسوس ہوا تھا۔اس نے

جائی یانہ کو کسی بڑی آفت میں پڑتے دیکھا تھا۔اٹھنے کے بعد وہ خواب کی تفصیلات تو بھول گئی تھی مگر اس خواب نے ابھی بھی اسے خوف زدہ کیا ہوا تھا۔

اس نے اپنی تسلی کے لیے موبائل اٹھایا اور جائی یانہ کو کال کرنا چاہی مگر دوسری طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔اس نے دوبارہ کوشش کی لیکن ابھی بھی کوئی جواب نہیں ملا۔

اب کی بار وہ بری طرح پریشان ہوئی۔وہ بار بار لگاتار کالز کرتی رہی جب بیسویں دفعہ بھی کال ریسیو نہیں کی گئی تو اس نے اس دفعہ جائی یانہ کے نمبر کو چھوڑ کر کسی اور نمبر پر کال کیا۔

اس نے کال ملنے کا انتظار کیا۔ جیسے ہی دوسری طرف سے کال اٹینڈ
ہوئی وہ فوراً بولی۔

"ہیلو نائلہ ! میں عزاہ بات کر رہی ہوں۔ جائی یا نہ تمہارے پاس
ہے؟"

****

www.novelsclubb.com

رات کے کوئی گیارہ بج رہے تھے۔ اسلام آباد کی سڑکوں پر رونق نہ
ہونے کے برابر تھی۔ ایسے میں زید اپنے دوستوں کے ساتھ ایک ڈھابے پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آوٹنگ کی غرض سے آیا ہوا تھا۔وہ اپنے دماغ کو جائی یانہ کے علاوہ کسی اور چیز میں لگانا چاہتا تھا۔وہ کسی حد تک کامیاب ہو بھی رہا تھا جب اس کے موبائل کی بیل بجی۔

اس نے جب فون اٹھایا تو نائلہ کی کال آرہی تھی۔زید کی بھنویں تعجب سے اکھٹی ہوئیں۔رات کے گیارہ بجے نائلہ اسے کال کیوں کر رہی ہے؟

وہ اپنے دوستوں سے ذرا دور ہوا پھر کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو!"وہ آرام سے بولا۔

"زید جائی یانہ تمہارے ساتھ ہے؟" دوسری طرف سے نائلہ نے عجلت سے پوچھا۔

"جائی یانہ؟ نہیں تو، وہ تو شاید اپنے ہاسٹل میں ہونگی۔" جائی یانہ کا ذکر سن کر زید کی ساری حسیات چوکنا ہوگئی تھیں۔

"وہ ہاسٹل میں نہیں ہے۔اس کا فون بھی مجھے ہاسٹل کے پاس سڑک پر ملا ہے۔اس کی روم میٹ کہہ رہی ہے وہ صبح سے نکلی ہوئی ہے ابھی تک واپس نہیں آئی ہے۔" نائلہ بے ربط انداز میں اسے بتانے کی کوشش کرنے لگ گئی۔

www.novelsclubb.com

"تم ان کی بہن سے بات کرو۔مجھے یقین ہے انہیں پتہ ہو گا۔" زید کے ذہن میں فوراً عزاہ کا خیال آیا۔

"اسی نے تو مجھے کال کر کے بتایا ہے جائی یانہ اس کی کال اٹینڈ نہیں کر رہی۔اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں جائی یانہ کو ہاسٹل جا کر دیکھ آؤں۔میں نے حامی بھر لی۔راستے میں میں بھی اسے کال کر رہی تھی مگر اس نے اٹھائی نہیں تبھی میری نظر ہاسٹل کے پاس والی گلی میں گرے فون پر پڑی۔وہ فون بار بار بج رہا تھا جب میں نے اسے دیکھا تو یہ جائی یانہ کا فون تھا جس پر میری کالز آ رہی تھی۔میں ہاسٹل گئی تو پتہ چلا وہ وہاں نہیں ہے۔میں نے ہر جگہ دیکھا ہے لیکن وہ کہیں نہیں ملی۔وہ اپنی بہن سے دوپہر کو مل کر ٹیوشن سینٹر بھی گئی تھی اور وہ چھٹی ٹائم ہی وہاں سے گئی ہے لیکن وہ وہاں سے ہاسٹل ابھی تک نہیں پہنچی ہے۔مجھے ابھی ابھی تمہارا خیال آیا۔ شاید تم دونوں کے درمیان صلح ہو گئی ہو اور تم دونوں ساتھ ہو۔"

www.novelsclubb.com

اس نے اس بار مکمل بات بتائی تھی جبکہ زید کے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے چھوٹ گئے تھے۔

"جائی یا نہ اگر کسی کے پاس نہیں ہے تو پھر وہ ہیں کہاں؟"

زید نے نائلہ سے وہ سوال پوچھا جو وہ خود اس سے پوچھنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"زید مجھے نہیں پتہ تم فوراً اس کا پتہ کرواؤں۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ اس کے ساتھ کچھ ہو نہ گیا ہو۔"

وہ بے حد پریشان تھی۔

"اچھا تم فکر نہ کرو۔ تم گھر جاؤ رات بہت ہو گئی ہے تمہارے گھر والے فکر مند ہو رہے ہونگے۔ میں خود دیکھتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے کال کاٹ دی۔

****

www.novelsclubb.com

اس کے بیڈروم میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ وہ بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اسے شدید بے چینی ہو رہی تھی۔ اس کے ساتھ لیٹا شایان

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بے فکری سے سویا ہوا تھا۔اسے ویسے بھی اگر جائی یانہ کی گمشدگی کا پتہ ہوتا تو وہ ایسا ہی ری ایکشن دیتا۔

کچھ دیر بعد اس نے جھک کر ایک نظر شایان کو دیکھا۔وہ گہری نیند سو رہا تھا۔عزاہ بہت آرام سے بیڈ پر سے اترہ۔پھر دبے پاؤں چلتی ہوئی اپنا فون الماری سے نکالا۔اس کے بعد وہ باتھ روم میں چلی گئی۔باتھ روم میں جا کر اس نے نائلہ کو میسج کیا۔

"جائی یانہ کا کچھ پتہ چلا؟"

www.novelsclubb.com

اگلے ہی لمحے اسے میسج کا جواب ملا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نہیں! زید اسے ڈھونڈ رہا ہے۔اس نے مجھے گھر بھیج دیا ہے۔"

عزاہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔پہلے عالیہ اور اب جائی یا نہ آخر وہ کس کس کو تلاش کرے؟!

"اچھا تمہارے پاس زید کا نمبر ہو گا؟"عزاہ نے سوچا اسے اب زید سے ہی رابطہ رکھنا چاہیے۔

www.novelsclubb.com

"جی ہے، میں آپ کو سینڈ کرتی ہوں۔" کچھ دیر بعد یہ میسج اسے ملا۔

پھر اس کے بعد گیارہ ہندسوں پر مشتمل فون نمبر اس کی اسکرین پر جگمگا رہا تھا۔ عزاہ نے اس نمبر پر کال ملائی اور اپنے کان سے لگایا۔

اب بس زید ہی تھا جس کے ذریعے وہ جائی یا نہ کی تلاش کر واسکتی تھی۔

****

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آسمان بے حد تاریک تھا۔ یہ گہری تاریکی سحر کے جلد آنا کا پیغام دے رہا تھا۔

ایسے میں ہم مسز جہانگیر کے گھر میں چلے تو وہاں پر موجود دونوں نفوس جاگ رہے تھے۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور آریان کمرے میں داخل ہوا۔

"امی جان! جائیانہ کو اغوا کرنے کے ساتھ ساتھ سارے ثبوت بھی مٹا ڈالے ہیں۔ کسی کو شک بھی نہیں ہو گا جائیانہ ہمارے پاس ہے۔"

www.novelsclubb.com

ابھی وہ مزید کچھ کہتا اس سے پہلے ہی اسے نمرہ کی کال موصول ہوئی۔

اس نے اسے اٹینڈ کیا اور کال اسپیکر پر لگا دی۔

"آپ لوگوں نے جائی یانہ کو اغوا کر لیا ہے؟"

اس کی اواز سن کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بہت بڑے شاک میں ہو۔

"ہاں!" آریان نے یک لفظی جواب دیا۔

"کیوں؟ اتنی جلدی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پہلے ہی عالیہ والا معاملہ درمیان میں ہے اور اگر اغوا کرنا ہی تھا تو عزاہ کو کرتے، جائی یانہ کو کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

www.novelsclubb.com

"آریان جائی یانہ کو ہی اغوا کرنا چاہتا تھا۔" یہ بات مسز جہانگیر نے کہی تھی۔

"لیکن۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ بولتی آریان نے اس کی بات کاٹی۔

"تم فکر نہ کرو نمرہ! عالیہ تمہارے گھر نہیں آئے گی۔ تم مجھ پر بھروسہ رکھو اور ہاں میں آپ دونوں کو بتانا چاہتا ہوں میں کل تک جائی یانہ کا کام ختم کر دوں گا۔ اگر آپ لوگ لائیو اس کی موت دیکھنا چاہتے ہیں تو آجائیے گا۔ پہلے ہی عالیہ کی باری میں اتنا انتظار کر کے ہمیں کچھ نہیں ملا۔ اس بار میں تھوڑا سا بھی انتظار نہیں کرنا چاہتا ہوں۔"

پھر جواب کا انتظار کیے بغیر وہ واپس چلا گیا۔

مسز جہانگیر آریان کے جانے کے بعد بولی۔

"چلا گیا ہے وہ!"

"وہ ایسا کیوں کر رہا ہے امی جان؟ اتنی جلدی تو اس نے عالیہ کو مارنے کے لیے نہیں لگائی تھی جتنی وہ جائی یا نہ کے لیے لگا رہا ہے۔"

مسز جہانگیر نے ٹھنڈی آہ بھری۔

www.novelsclubb.com

"لوگ کہتے ہے محبت اندھی کر دیتی ہے۔میں کہتی ہوں نفرت اندھی کرتی ہے۔جس شخص سے نفرت ہو تو پھر وہ شخص جس چیز سے بھی محبت کرتا ہے ناں دل چاہتا ہے اسے جلاڈالو،اسے دنیا سے ختم کرڈالو۔آریان بھی اسی تھیوری کے تحت چل رہاہے۔"

"وہ کس سے نفرت کرتا ہے؟"نمرہ نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"اپنے چچا کے بیٹوں سے،زید اس کے چچا کا بیٹا ہے۔وہ زید سے نفرت کرتا ہے اور زید جائی یانہ سے محبت کرتا ہے۔زید جتنی شدید جائی یانہ محبت کرے گا آریان اتنی شدید اس سے نفرت کرے گا اور مجھے یقین ہے آریان جو ہمیں بتارہا ہے وہ بس وہی نہیں کرے گا۔وہ زید کے سامنے اس کی بیوی کو مارے گا۔یہ تم لکھ لو۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چند ثانیے کے لیے خاموشی کے چھائی رہی۔

"نمرہ!" مسز جہانگیر کی آواز کھائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

"جی!" نمرہ امی جان کے یوں بلانے پر چونکی تھی۔

"مجھے لگ رہا ہے وقت آچکا ہے اب یہ کھیل ختم کرنے کا!"

"مگر!" نمرہ نے اعتراض اٹھانا چاہا مگر مسز جہانگیر نے اس کی بات شروع ہونے سے پہلے ہی اچک لی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اگر مگر کا اب وقت نکل چکا ہے۔ کل کا دن سب ختم ہو جائے گا۔ کل سب ختم ہو جانا چاہیے۔ اپنی ساری ہمت جمع کر لو، کل کے لیے کام آئے گی۔"

یہ کہہ کر مسز جہانگیر نے کال کاٹ دی۔ اب ماحول میں موت سا سناٹا پھیل چکا تھا۔

دوسری طرف اگر دیکھو تو راہداریوں سے آریان گزر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کل کا دن جائی یا نہ اشفاق کا آخری دن ہو گا۔ زید رحیم!" وہ تصور میں زید سے مخاطب تھا۔

پورے گھر میں سازش کی بو پھیل چکی تھی۔ دیواروں کو اب گھٹن ہونے لگ گئی تھی۔ کیا واقعی میں کہانی کا انت ایسا ہی لکھا تھا؟

****

(جاری ہے)

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com